ماہتابِ رسالت
کی
جلوہ ریزیاں

سیرت فاؤنڈیشن، گلبرگہ شریف (کرناٹک)

قیمت:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔40=00روپئے

باسمہٖ تعالیٰ

ماہتابِ رسالت کی جلوہ ریزیاں

مرتب:

ادیب شہیر علامہ محمد ادریس رضوی

خطیب و امام جامع مسجد، پتری پل، کلیان، مہاراشٹرا

ناشر: سیرت فاؤنڈیشن
گلبرگہ شریف (کرناٹک)

فہرست

مضامین	مضامین
کفار کی ایذا رسانی.........۳۷ تا ۳۸	معاہدہ حدیبیہ.........۵۳ تا ۵۵
مکی دور میں نزول وحی.........۳۸	سلاطین کو دعوت اسلام......۵۵ تا ۵۹
مدنی زندگی.........۳۸ تا ۳۹	فتح خیبر.........۵۹ تا ۶۱
مسجد نبوی کی تعمیر.........۳۹ تا ۴۱	فتح مکہ معظّمہ.........۶۱ تا ۶۲
تاریخ ساز فتح.........۴۱ تا ۴۲	تاریخ غلاف کعبہ.........۶۲
جنگ بدر اور قریش.........۴۲ تا ۴۴	اور آج بھی غلاف کعبہ.......۶۲ تا ۶۴
قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک ۴۴ تا ۴۵	غزوہ حنین وطائف.........۶۴
گستاخان رسول کا حشر.....۴۵ تا ۴۶	جنگ تبوک.........۶۴ تا ۶۷
تحویل قبلہ.........۴۶ تا ۴۷	جبرئیل امین کی تعداد حاضری.....۶۷
بنو قینقاع کے ساتھ جنگ.........۴۷	وحی اور کاتبان وحی.........۶۷ تا ۷۱
غزوہ سویق.........۴۷	وفات.........۷۱
غزوہ بنو سلیم.........۴۷ تا ۴۸	گنبد خضری.........۷۱ تا ۷۲
غزوہ احد.........۴۸ تا ۵۰	قرآن کتابی شکل میں.......۷۲ تا ۷۳
بدر اخریٰ.........۵۰	کچھ اہم اور مختصر واقعات....۷۳ تا ۷۹
جنگ خندق.........۵۰ تا ۵۱	ماخذ ومراجع.........۸۰
غزوہ قریظہ.........۵۱ تا ۵۲	
غزوہ دومۃ الجندل.........۵۲ تا ۵۳	

نام کتاب: ماہتابِ رسالت کی جلوہ ریزیاں
مؤلّف: (ادیب شہیر) حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ادریس رَضوی (ایم۔اے)
اشاعت اوّل: (اردو) ۱۹۹۰ء
ناشر: غوثیہ پبلشر، مرزا غالب روڈ، الہ آباد۔۳ (یوپی)
اشاعت دوم: (انگریزی) ۱۴۳۱ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۹ء
مترجم: مولانا محمد آفتاب قاسم رضوی (ساؤتھ افریقہ)
ناشر: امام مصطفیٰ رضا سینٹر، ڈربن ساؤتھ افریقہ
اشاعت سوم: (اردو) صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق جنوری ۲۰۱۳ء
ناشر: سیرت فاؤنڈیشن، گل برگہ (کرناٹک)
تعداد: ۱۰۰۰
قیمت: R.s 40=00
حسب فرمائش: مولانا محمد قیصر علی مصباحی (ڈربن ساؤتھ افریقہ)
جناب محمد نصر اللہ قادری (گل برگہ شریف)
زیر اہتمام: محمد عدنان اویس (گل برگہ)
ملنے کے پتے:
سنّی جامع مسجد، پتری پُل، کلیان (مہاراشٹر) mob:9869781566
(مولانا) محمد کاشف شاد مصباحی، دار العلوم رضائے مصطفیٰ (گل برگہ)
تقسیم کار: **سیرت فائونڈیشن، گلبرگہ**
E:mail:seeratfoundation786@gmail.com

اس کتاب کی اہمیت

سیرتِ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پر لکھنے والوں نے اسے اپنے لئے سامانِ آخرت وذریعہ نجات سمجھ کر لکھا، ہاں پیش کش الگ الگ رہی ہے، کسی نے فضائل مناقب پر لکھا تو کسی نے سیرتِ رسول اللہ ﷺ کی تاریخی حیثیت کو پیش کیا، بعض نے آقائے دوجہاں ﷺ کی عملی زندگی کو رقم کیا تو بعض نے نبی محترم ﷺ کی پاکیزہ حیات پر بے جا الزامات کے دفاع میں لکھا اور ہر تحریر کے اثرات بھی الگ الگ مرتب ہوئے، بعض تصانیفات وتالیفات نے دل مسلم میں عشق ومحبت کا چراغ جلانے کا کام کیا تو بعض نے اس وقت کے سیاسی حالات، تہذیب وتمدن، انقلابات کو سمجھنے اور پرکھنے کا رول ادا کیا تو بعض نے قومِ مسلم کے لئے عملی نقوش پیش کیے، بعض نبی پاک علیہ السلام کو بِن دیکھے افراد کے لئے متاثرکُن ثابت ہوئیں، لوگوں نے نبی پاک علیہ السلام کی سیرتِ مبارکہ پر جس زبان میں بھی جس نوعیت سے لکھا یہ اعتراف سبھی کو رہا............... لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ

لہذا اس عنوان پر لکھنے کا سلسلہ تا قیامِ قیامت چلتا رہے گا، والد گرامی (ادیبِ شہیر مولانا محمد ادریس رَضوی مدظلہ طول حیات) کی تالیف ''ماہتابِ رسالت کی جلوہ ریزیاں'' ہے، اس کتاب کی پہلی اشاعت ۱۹۹۰ء میں غوثیہ پبلیشر الہ آباد ہوئی تھی جبکہ میں خود اس شعور کو نہیں پہنچا تھا کہ کتاب کی اہمیت کیا ہوتی ہے اور اس کے اثرات وفوائد کیا چیز ہیں، خصوصاً جب کہ وہ کتاب سیرتِ مصطفےٰ ﷺ سے متعلق ہو، دورانِ طالب عملی سیرت کی بعض کتب و مضامین میں اس کتاب کا حوالہ دیکھا تو نہ صرف یہ کہ ایک طرح کی خوشی ہوئی بلکہ ''ماہتابِ

رسالت ﷺ کی جلوہ ریزیاں'' کی اہمیت ومقبولیت بھی سمجھ میں آئی۔

اس کتاب کی اہمیت اس وقت اور بڑھ گئی جب کہ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں الازہری مدظلہ النورانی وحضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی کے خلیفہ وکیل گرامی قدر مولانا محمد آفتاب قاسم رضوی نوری (ڈربن، ساؤتھ افریقہ) نے جب اس کتاب کو پڑھا تو اس کتاب کی اہمیت وافادیت، اختصار وجامعیت وانفرادیت سے متاثر ہوکر اس کتاب کو انگلش زبان میں ترجمہ کردیا جس کی اشاعت ۱۴۳۱ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۹ء میں امام مصطفیٰ رضا ریسرچ سینٹر سے ہوئی اور کتاب ہاتھوں ہاتھ لے لی گئی۔

اس درمیان میں اردو کے قارئین کے تقاضے ومطالبے بھی بڑھنے لگے جبکہ اردو کے نسخے نایاب ہوچکے تھے، وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب ۲۲ رسال پہلے شائع ہوئی تھی، لہذا ارادہ بنا کہ اس کا دوسرا ایڈیشن لانا چاہئے، والد گرامی کو بتایا تو انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا، اس کی اشاعت کے لئے برادر نسبتی گرامی قدر حضرت علامہ مولانا محمد قیصر علی مصباحی (حال مقیم ڈربن، ساؤتھ افریقہ) اور محبّ محترم محمد نصر اللہ قادری (گل برگہ شریف) نے اپنے مفید مشوروں سے نوازا، اور ہمت بندھائی، جبکہ احباب ''سیرت فاؤنڈیشن'' نے اشاعتی بیڑا اٹھایا جس کے لئے عزیزم عدنان اویس سلمہٗ نے اخراجات کا بار لیا اور اس طرح ان تمام احباب کے تعاون سے اس کتاب کی اشاعت کا مرحلہ تمام ہوا، میں سبھی کا مشکور ہوں، اللہ تعالیٰ سبھوں کو جزائے خیر سے سرفراز کرے (آمین)

محمد کاشف رضا شادؔ مصباحی
استاد دارالعلوم رضائے مصطفی، گلبرگہ شریف
۱۴ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ رنومبر ۲۰۱۲ء

تقریظ

برادر طریقت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب رضوی دربھنگوی (بہار) خطیب وامام مسجد پتری کلیان، شرف بیعت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے ''ماہتاب رسالت کی جلوہ ریزیاں'' تازہ تالیف، ترتیب فرمائی جس کو ہم نے دیکھا۔ موصوف نے نہایت سلیس طریقہ پر آسان زبان اردو میں تاریخ اسلام کو بڑے ہی اچھے انداز میں جمع کیا۔ اس کتاب میں ابتدائے اسلام سے لے کر ہجرت اور مدینہ منورہ کے قیام وغزوات وغیرہ کو قلم بند فرمایا ہے۔ اس قسم کی دینی کتابوں کی ضرورت ہے۔ آج کے پر آشوب اور انحطاط پذیر دور میں عوام تو عوام خواص بھی تاریخ اسلام سے ناواقف ہیں، یا دیدہ ودانستہ نظر انداز کر رہے ہیں۔ نام نہاد آزادی وروشن خیالی کا سہارا لے کر تعلیمات اسلامی کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ جس کا انجام یہ ہو رہا ہے کہ آج کل مسلمان طرح طرح کی تباہ کن اور ذلت ورسوائی کی پستی میں گرتے جا رہے ہیں۔ اخلاق پامال ہو رہے ہیں۔ کتاب وسنت واحکام الٰہی سے بے بہرہ ہیں۔ بس نام کے مسلمان باقی ہیں۔ مسلم قوم کی بداعمالیوں، اور اخلاقی کمزوریوں کو دیکھ کر دل تڑپ اٹھتا ہے۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم مسلمانوں کی غفلتوں کو دور فرمائے۔ اور موصوف کو اس کاوش کا صلہ عنایت فرمائے اور مسلمانوں کیلئے اس کتاب کو ہدایت کا منبع بنائے۔

امین بجاہ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ
وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین

محمد ظفر الدین رضوی القادری خطیب وامام میمن مسجد۔ کلیان (مہاراشٹر)

پیش لفظ

نوجوان دوستوں سے!

وقت کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ وہ تمام خصوصیات ہم سے رخصت ہوگئیں جن سے دوسری قومیں عبرت حاصل کرتی تھیں۔ ہمارا عروج زوال سے بدل گیا۔ نوجوان دوستو! آپ نے کبھی غور کیا کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ بات بالکل واضح ہے کہ یہ ہماری غفلت وجہالت کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں نے سیرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لکھی گئی کتابوں کا مطالبہ چھوڑ دیا تحقیق کا میدان بھی خالی کر دیا تو اسلام کے دشمنوں نے اسی پلیٹ فارم سے اپنی طبیعت کے مطابق تاریخ اسلام مرتب کر کے دنیا کے ہر خطے میں پھیلانے لگے۔ اور اسلام کو کمزور کرنے کیلئے بہت سارے ہتھکنڈے استعمال کرنے لگے۔

نوجوانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ دینی کتب سے اپنا رشتہ توڑ کر فحش لٹریچروں کو سرمایہ حیات اور رنج وغم کا مداوا بنائے ہوا ہے ان دوستوں کے یہاں ہر موضوع پر کتابیں مل سکتی ہیں اگر نہیں ملیں گی تو دینی کتب۔ ان فحش لٹریچروں میں عارضی لذت ونشاط کے علاوہ ہے ہی کیا؟ مگر چسکا پڑ جانے کے بعد طبیعت کو روکنا بھی دشوار امر ہے۔

آج دنیا کی تمام ترقی یافتہ قومیں ہماری جہالت پر خوشیاں منا رہی ہیں۔ ایک انگریز مورخ لکھتا ہے: ''قرآن تو مسلمانوں کیلئے نازل ہوا مگر قرآن دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ ایک حصہ مسلمانوں نے لیا دوسرا حصہ یورپ والوں نے۔ مسلمان کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکا یورپ والے کامیاب ہوگئے''۔ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی تو آئیے اس کی مزید

وضاحت اسی انگریز کی زبانی سنئے:

''نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ودینی عبادات سے متعلق جو قرآن مقدس میں بتایا گیا ہے۔ مسلمانوں نے اسی پر عمل کرنے کی کوشش کی مگر ان فرائض کے ادا کرنے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکے۔ دوسرح طرف کلام اللہ میں ارشاد ہے ''ہم نے چاند وسورج کو تمہارے لئے مسخر کر دیا اور زمین کے نشیب وفراز میں اپنے خزانے چھپا دیئے ہیں۔'' یورپ والوں نے قرآن حکیم کے اسی نکتے پر عمل کیا۔ اور پوری طرح کامیابی حاصل کر لی''۔

بات بالکل سچ ہے۔ مسلمانوں کی کثیر تعداد دیکھ کر مسرت ہوتی ہے اور نمازیوں کی جو قلت ہے اسے دیکھ کر ہر حساس دل بلبلا اٹھتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کو سر بازار کھانا اور سگریٹ نوشی کرنا دیکھ کر غیرت مندوں کی نگاہ شرم سے جھک جاتی ہے۔

خواتین اسلام جدید اطوار کی طرف مائل کیوں ہیں؟

رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عورتوں پر بے حد ظلم وستم ڈھائے جا رہے تھے۔ بیٹی کی حیثیت سے کوئی باپ ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتا نہ بہن کی حیثیت سے ان کی طرف کوئی التفات کرتا۔ بیوی کی حیثیت سے عورتوں کا کوئی وقار نہیں تھا۔ نہ ہی ماں کی حیثیت سے ان کا کوئی پرسانِ حال تھا۔ آج خواتین اسلام یورپ کی تقلید میں زیب وزینت، حسن وشباب اور جدید اطوار کو فوقیت دیتی ہیں۔ اور یہ بھول جاتی ہیں کہ ان کو ضلالت کی عمیق کھائی سے نکال کر بلند مقام پر پہونچانے والا یورپ نہیں بلکہ کائنات کے محسن، آمنہ کے لال ہیں، جنہوں نے عورتوں کو زندہ دفن ہونے سے بچایا۔ باپ اور شوہر

دونوں کی جائداد میں عورتوں کا حصہ متعین فرمایا۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ جو شخص جنت کا متلاشی ہے وہ دل وجان سے ماں کی خدمت کرے جنت ماں کے قدموں میں ہے۔ مردوں کو تاکید کی کہ عورتوں کی عزت کرے۔ عورتوں کی عصمت کا مردوں کو محافظ بنا دیا۔ عورتیں جب تک پردے میں تھیں محفوظ تھیں اور جب زیب وزینت کی نمائش کیلئے سڑکوں پر نکل آئیں تو مردوں کے ہاتھوں کا کھلونا بن گئیں معلم کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پڑھایا ہوا سبق بھول گئیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت زینب اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہن کے نقش قدم کو چھوڑ دیا تو ان کی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ اور مصیبتوں کے دلدل میں پھنس کر کراہ رہی ہیں۔ آج وقت پھر عورتوں کو آواز دے رہا ہے کہ تم اسلام کی مقدس خواتین کی سیرت کو اپنا لو تمہیں وقار کی منزل مل جائے گی۔ رب تبارک وتعالیٰ تمام خواتین اسلام کو عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مشاہدات وتجربات کی روشنی میں

۱۲/جولائی ۱۹۸۵ء سے ۷/اگست ۱۹۸۷ء تک ایک انگلش میڈیم اسکول میں اردو پڑھانے کا موقع ملا۔ وہاں یہ دیکھ کر سخت صدمہ ہوا کہ جنرل نالج کی کتابوں میں اسلام، داعی اسلام، مسلم بادشاہوں اور مسلمان لیڈروں کی اہم شخصیتوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یا سرسری طور پر کچھ بتایا بھی گیا ہے تو یہ کہہ کر کہ اسلام کی اشاعت تلواروں کی طاقت سے ہوئی ہے۔ مسلم بادشاہوں میں ظہیر الدین بابر لٹیرا، اور اورنگ زیب ہندوؤں کا دشمن تھا۔ آزادی کے عظیم ہیرو علامہ فضل حق خیر آبادی اور اشفاق اللہ خاں نے جو وطن عزیز کیلئے قربانیاں دی ہیں۔ طلبہ انہیں جانتے بھی نہیں ایسے وقت میں ہر والدین کا فرض ہے کہ وہ

اپنی اولاد کو اسلامی تاریخ سے روشناس کرائیں۔

زیرِ نظر کتاب ''ماہتاب رسالت کی جلوہ ریزیاں'' اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ جو داعی اسلام کی مختصر سوانح اور مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کو پسند آئے گی۔

محسنین کا شکریہ

حضرت مولانا نصیر الدین رضوی صاحب قبلہ خطیب وامام میمن مسجد کلیان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ عدیم الفرصت ہونے کے باوجود اپنا قیمتی وقت صرف کر کے کتاب کا مطالعہ فرمایا اور تقریظ میں اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا ہے جناب سید عارف علی ایم، اے صدر رضا لائبریری کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے بڑی گہری نظر سے کتاب کو پڑھ کر جگہ جگہ ترمیم تصحیح فرما کر مفید مشوروں سے نوازا۔

خدائے تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال کرے۔

احقر

محمد ادریس رضوی

۹؍جولائی ۱۹۹۰ء مطابق ۱۵؍ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

بعثتِ نبوی سے قبل کے حالات

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد کا درمیانی عرصہ تقریباً ساڑھے پانچ سو سال پر محیط ہے۔ جس کو دور جہالت کہا جاتا ہے۔ اس دور میں ہر طرح کی برائیاں بالکل شباب پر تھیں۔ ہر سو مے ومیکدہ، جام وسبو اور ساقی کے گیت گائے جاتے تھے خدائے واحد کو بھول کر لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کو معبودِ حقیقی سمجھ کر ان کی پرستش کو اپنے لئے فرضِ اولیں قرار دیا تھا۔ اور ان کے سامنے سرخم کرنا اور مرادیں مانگنا ان لوگوں کا شعار تھا۔ دھوکہ دہی، زنا کاری، شراب نوشی، بردہ فروشی، بدکرداری، قمار بازی، عصمت دری، رہزنی، ایذا رسانی، دختر کشی بداخلاقی، بے وفائی، ناانصافی وغیرہ بالکل عام تھی، کفر وشرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں انسانیت دم توڑ رہی تھی، سماج میں ہر ایک گناہ فخر سمجھا جانے لگا۔

اب قوم کو ضرورت تھی ایک ایسے روحانی طبیب کی جو انسان کی روح پر جمی گناہ کی کائی کو توحید کا جام پلا کر مثل آئینہ کے صاف شفاف کردے۔ ضرورت تھی ایک ایسے حکیم کی جو انسان کے ذہن کی آلودگی کو ہٹا کر اخوت ومحبت، اتفاق واتحاد کی شمع روشن کردے۔ ضرورت تھی ایک رہبر اعظم کی جو انسانیت کی منزل کا پتہ بتادے اور خدائے واحد کے سامنے سرخم کرنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھادے، ضرورت تھی ایک مصلح کی جو انسان کی رہنمائی فرمادے۔

پیغمبروں، نبیوں اور رسولوں کی وہ پیشنگوئی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول پیدا ہوگا۔ جو خاتم الانبیاء ہوگا چنانچہ عرب کا ہر قبیلہ اس بات کا منتظر تھا کہ دیکھو یہ شرف

کس خاندان کو حاصل ہوگا۔عورتیں باہم بیٹھ کر باتیں کرتی تھیں کہ دیکھیں ہم میں سے کس کو نبی کی ماں بننے کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔اور کس کی آغوش میں اللہ کا نبی پروان چڑھتا ہے۔ ان ہی تمناؤں،اور آرزؤں میں کتنی عورتیں موت کی بھینٹ چڑھ گئیں۔لیکن یہ نور تو اللہ تعالےٰ نے حضرتؒ عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں مخفی کر رکھا تھا۔حضرت عبداللہ نے اللہ تعالےٰ کی اس امانت کو حضرت بی بی آمنہ خاتون کے سپرد کر کے بغرض تجارت ملک شام روانہ ہوگئے۔کیا خبر تھی حضرت آمنہ کو کہ میرے سرتاج اس سفر سے اب کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔اسی سفر میں حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔اس وقت آپ کی عمر شریف چوبیس سال کی تھی۔

رحمت عالم ﷺ کی ولادت

اللہ کا نبی قوم کا مسیحا،محسن انسانیت،رحمۃ للعالمین ۱۲/ربیع الاول مطابق (عام روایت) ۲۰/اپریل ۵۷۱ء یا ۵۶۹ء ۱۔ ۱۱/ماہ پیشنس ۲۶۷۵ھ طوفان نوح،یکم جیٹھ ۳۶۷۲ کل جگ،۲۰/ماہ ہفتم ۲۵۸۵ ابراہیمی،بحساب ہندی یکم جیٹھ ۲۶۸ بکرمی ۱۸۸۲ اسکندری۔ کعبۃ اللہ پر ابرہہ کی چڑھائی کے پچاس یا پچپن ۲ روز بعد ۴۰ھ جلوس کسرائے نوشیرواں بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت ۴/بج کر ۲۵/منٹ ۳ پر مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔اس وقت آفتاب برج حمل سے ۳۱ درجہ ۳۰ دقیقہ پر تھا۔

....

(۱) تفسیر نور العرفان سورۂ مائدہ (۲) ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی اور چڑیوں کے ذریعہ نیست و نابود کیا گیا۔یہ واقعہ ۱۷ محرم الحرام کو پیش آیا اس حساب سے پچپن روز ہوا۔(تفسیر نور العرفان سورۂ فیل) (۳) سیماب اکبرآبادی جن کی سیرت پر ایک کتاب میرے پاس ہے شروع کے چند اوراق غائب ہونے کی وجہ سے کتاب کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔محمد ادریس رضوی

محمد (ﷺ) نام پاک کا انتخاب

عبدالمطلب کو خبر دی گئی کہ آپ کے مرحوم بیٹے عبداللہ کے یہاں حضرت آمنہ خاتون کے شکم سے ایک لڑکا تولد ہوا ہے عبدالمطلب خوش خوش گھر میں داخل ہوئے نومولود پوتے کو دیکھا پیشانی کو بوسہ دیا اور ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) نام انتخاب کیا۔گھر سے باہر آئے۔چہار جانب سے مبارکبادی مل رہی تھی۔لوگوں نے پوچھا عبدالمطلب یتیم پوتے کا کیا نام رکھا؟ کہا ''محمد'' (ﷺ)

اسم پاک کو سن کر کتنے حسد کی آگ میں جلنے لگے۔کتنوں کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ نام پاک کے متعلق بہتوں نے آپس میں سرگوشیاں کیں۔بعض کہنے لگے اس سے پیشتر اتنا خوبصورت نام کسی نے اپنے بچے کا نہیں رکھا۔کتنا حسین نام ہے۔یہ نام ضرور کوئی نیا انقلاب لائے گا۔شاید قوم کی قسمت بدلنے والی ہے۔

بتوں کا سروں کے بل گرنا

آج عبدالمطلب اپنے پوتے کی پیدائش پر بہت خوش تھے پوتے نے حضرت عبداللہ کی یاد تازہ کردی۔عبدالمطلب کے چہرے پر غم کے بادل چھاگئے۔آج جس کو سب سے زیادہ خوش ہونا چاہئے وہ اللہ کو پیارا ہوچکا ہے۔عبدالمطلب غم کے عمیق سمندر میں ڈوب گئے بیٹے کی محبت میں ان کی آنکھیں ساون بھادوں بن کر برسنے لگیں۔ابھی آپ اسی یاد میں غلطاں و پیچاں تھے کہ ایک طرف سے یہ آواز گونجی لوگو!تم نے کچھ سنا؟ کعبہ کا راہب بت کا پجاری کہہ رہا ہے کہ آج صبح کعبہ کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ان کو اپنے مقام پر کھڑا کیا لیکن یہ بت پھر منہ کے بل گر پڑے۔میں نے سمجھا یہ میری آنکھوں کی خطا ہے آنکھوں

کو مل کر صاف کیا۔ دیکھا بت اسی حالت میں پڑے ہیں۔ میں حیرت زدہ تھا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

کچھ لوگوں نے مذاق سمجھ کر یہ بات ٹال دی اور اپنا راستہ لیا کچھ لوگوں نے کہا یہ راہب کے دماغ کا خلل ہے۔ یہ بت خود بخود منھ کے بل کیسے گر سکتے ہیں۔ اس میں حرکت کی طاقت نہیں بعضوں کو یہ تشویش لاحق ہوئی کہ آج عبدالمطلب کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اس سے پہلے یہ نام سننے کو نہیں ملا۔ ضرور یہ نام کوئی نیا انقلاب لائے گا

جوں جوں سورج اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا اسی زور وشور سے بتوں کے خود بخود گرنے کی باتیں عام ہو رہی تھیں عرصہ تک اس بات پر گفتگو ہوتی رہی کہ بت کیسے گرے، کیونکر گرے؟

دائی حلیمہ کا سرکار کو دودھ پلانا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف خاص کر دائی حلیمہ [۱] کو حاصل ہوا۔ حلیمہ خاتون کا خاندان بہت ہی غریب تھا۔ دنیا کی دولت ان کے گھر میں قدم رکھنے کا نام نہیں لیتی تھی غربت و مفلسی ان کا مقدر چکی تھی۔ حلیمہ خاتون محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی غرض سے اپنے گھر لے گئیں۔ بس کیا تھا۔ خیر و برکت کا نزول شروع ہو گیا۔ برکت نے اپنے خزانے کا منھ دائی حلیمہ کے خاندان کیلئے کھول دیا۔ داد و تحسین، عیش و آرام اور عزت وشہرت ان کے گھر میں داخل ہو گئی۔ آسودگی کا سامان ہو گیا۔ محتاجی ختم ہو گئی اور دائی حلیمہ خاتون محتاجوں کی مسیحا بن گئیں۔ دبلی اونٹنی کے دودھ میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ یہ سب دیکھ کر حلیمہ خاتون بے انتہا خوش ہوتی تھیں۔ جانتی تھیں کہ یہ خوش حالیاں محمد عربی صلی اللہ علیہ

۱؎ حلیمہ خاتون قبیلہ بنو سعد سے تھیں

وسلم ابن عبداللہ کے قدم مبارک کی برکتیں ہیں۔

دائی حلیمہ چاہتی تھیں کہ تاعمر اس ہونہار اور عظیم المرتبت نونہال کی خدمت کرتی رہوں، مگر ایسا نہ ہو سکا۔ عرب کا دستور تھا دائیاں اجرت پر بچوں کو دودھ پلایا کرتی تھیں اور پھر مدت خاص کے بعد بچوں کو ان کے والدین کے سپرد کر دیتیں۔

سرکار کی والدہ محترمہ کا وصال

حضرت حلیمہ کی خدمت کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی والدہ محترمہ کے سایہ عاطفت میں آگئے اور اپنی والدہ محترمہ کی سرپرستی میں پروان چڑھنے لگے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے عرب کے اس چاند کی عمر شریف چھ سال کی ہو گئی۔ ساتویں سال میں قدم رکھا تو والدہ کے ایماء پر مرحوم باپ کی قبر کی زیارت کیلئے رخت سفر باندھا۔ والدہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مقام ''ابواء'' میں پہنچے جہاں باپ کی آخری آرام گاہ تھی۔ اسی مقام پر آپ کی شفیق والدہ بی بی آمنہ خاتون کی طبیعت علیل ہو گئی بیماری نے زور پکڑا اور اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

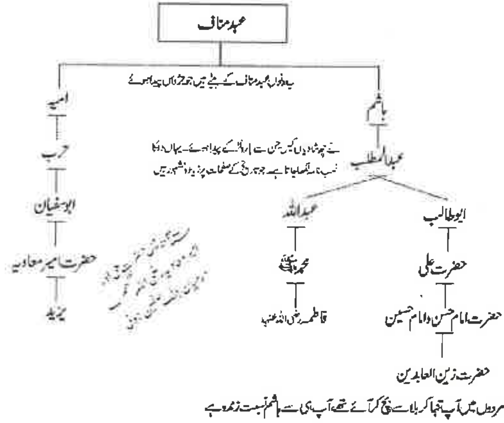
لوگوں نے آپ کو آپ کے شوہر حضرت عبداللہ کے پہلو میں دفن کیا۔ یہ واقعہ ۷ میلادی مطابق ۵۷۶ء کا ہے والدہ کی اس اچانک موت پر آپ بہت رنجیدہ ہوئے۔ والد بزرگوار کی شفقت کا سایہ پیدا ہونے سے پہلے ہی جدا ہو چکا تھا۔ زندگی کی چھ بہاریں دیکھنے کے بعد والدہ شفیقہ بھی بچھڑ گئیں۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا حوصلہ بلند کیا اور اپنی معیت میں رکھا۔

ہاشمی خاندان

مکہ کے اندر ہاشمی خاندان بہت ہی شہرت یافتہ خاندان تھا، عبدالمطلب بھی ہاشمی تھے ،عبدالمطلب کے باپ کا نام ہاشم تھا۔ انہیں کے نام سے منسوب ہاشمی خاندان مشہور ہے۔ عبدالمطلب کے دادا کا نام عبدمناف تھا۔ عبدمناف کے دولڑکے ایک ساتھ جڑواں پیدا ہوئے انہیں تلوار سے جدا کیا گیا۔ ایک کا نام ''ہاشم'' اوردوسرے کا نام ''امیہ'' رکھا یہ دونوں خاندان عرب میں بہت مشہور ہوئے۔ دونوں خاندان کے درمیان ہمیشہ معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ تلواریں چلتی رہیں اور قتل وخون کا بازار گرم رہا۔ دونوں جڑواں بھائی کو تلوار سے جدا کرنے کے بعد ہی عرب کے نجومیوں نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ ان دونوں کو تلوار سے جدا کر کے عبدمناف نے اچھا نہیں کیا۔ مستقبل میں ان دونوں کی نسلیں آپس میں لڑتی رہیں گی ۔یہ پیش گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی۔

اللہ
رسول
محمد

بہرحال عبدمناف کا نسب نامہ حسب ذیل ہے:۔



عبدالمطلب کی وفات

عبدالمطلب خانہ کعبہ کے متولی اور مکہ کے حاکم تھے۔ اس لئے ان کی بہت عزت اور شہرت تھی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ۵۷۸ء میں عبدالمطلب کی موت واقع ہوئی۔ عبدالمطلب ۵۲۰ء سے لے کر اپنی وفات ۵۷۸ء تک کعبہ کے متولی اور مکہ کے حاکم رہے۔

ان حادثات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات ذرا بھی متزلزل نہیں ہوئے۔ بلکہ اس کم عمری میں آپ کی ہمت وجوانمردی دیکھ کر مکہ کے لوگ عش عش کرتے تھے۔ ابتدائے عمر سے خلوص ومحبت شفقت ورحمت اور صبر وشکر کے ساتھ آپ کے اطوار وعادات کے سبھی مداح تھے۔ دادا کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف آٹھ سال دو ماہ دس دن کی تھی۔

سرکار، ابو طالب کی معیت میں

ابو طالب آپ کے چچا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چھوٹی سی عمر میں تنہا دیکھ کر آپ کے حامی بنے۔ تیرہ سال کی عمر ۵۸۶ء میں بغرض تجارت چچا کے ہمراہ ملک شام کا سفر کیا۔ اسی سفر میں بحیرہ نامی راہب نے آپ میں آثار نبوت دیکھ کر آپ کے چچا ابو طالب سے کہا یہ نبی آخر الزماں ہیں۔

حضرت خدیجہ کا پیغام نکاح

۲۳ سال کی عمر میں دوسری دفعہ اسی ملک کی جانب حضرت خدیجہ کا مال بطور اجرت لے کر حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس سفر میں نسطورا نامی راہب نے میسرہ کو اطلاع دی کہ یہ خاتم الانبیا ہیں۔ اپنے وقت پر نبوت کا اعلان فرمائیں گے۔ سفر سے واپس آنے کے بعد غلا میسرہ نے حضرت خدیجہ کو ان باتوں سے مطلع کیا۔ حضرت خدیجہ نے اپنے ساتھ نکاح کا پیغام حضور کو دیا۔ جس کو حضور اور آپ کے چچا ابو طالب نے منظور فرمایا۔

حجر اسود کے نصب کرنے کا معاملہ

۶۰۳ء میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ سال کی ہوئی تو اس وقت مکہ کے لوگ کعبۃ اللہ کی از سر نو تعمیر کرنے لگے۔ تعمیری کام میں مکہ کے نوجوانوں کے ساتھ آپ بھی پیش پیش تھے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے پتھر اٹھا کر معمار کو دیتے دوسرے اشخاص جو پتھر ڈھوتے تھے ان کا بھی تعاون فرماتے۔ معمر لوگوں سے پتھر لے کر خود جلدی

سے اس مقام پر رکھ دیتے۔ گویا ایک ہی وقت میں آپ نے لوگوں کو بہت سارے پیغامات دیئے۔ نیک کاموں سے رغبت کا پیغام، نوجوانوں سے دلجوئی، اور بوڑھوں پر مہربانی کرنے کا سلیقہ۔

اسی موقع پر سنگ اسود کو اس کی جگہ کعبۃ اللہ کی دیوار میں چسپاں کرنے کیلئے مکے کا ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ شرف مجھے حاصل ہو۔ لہٰذا حجرا سود کو نصب کرنے کیلئے مختلف قبیلوں میں اختلاف ہونا لازمی امر تھا۔ کیونکہ عرب کے قبیلوں کا یہ دستور تھا کہ ذرا ذرا سی باتوں پر تلوار میان سے نکال لیتے اور اپنے حریف کا قیمہ کر دیتے تھے۔ وہ قوم بھلا اتنی جلدی یہ شرف کسی کو کیوں دیتی۔ اس بات پر بھی تلوار میان سے باہر ہوتے ہوتے بچ گئی۔ متفقہ طور پر یہ فیصلہ طے پایا کہ جو سب سے پہلے علی الصباح یہاں پہنچے گا حجرا سود کو اس کے مقام پر رکھنے کا حق اس کو حاصل ہوگا۔ ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کیلئے لوگوں کی آنکھوں کی نیند اڑ گئی۔ صبح کا اجالا پھیلنے سے قبل لوگ کعبہ کی طرف دوڑ پڑے۔ لیکن دوڑنے والوں کی آنکھیں یہ دیکھ کر متحیر ہوگئیں کہ یہاں سب سے پہلے پہنچنے والا وہ شخص ہے جسے مکے والے امین اور صادق کے لقب سے پکارتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ہر شخص اندوہ گیں ہوگیا۔ اپنی حسرت کو یوں زخمی ہوتا دیکھ کر لوگ ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے۔

آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو پھیلا کر اس پر حجرِ اسود کو رکھا۔ وہاں موجود ہر شخص سے فرمایا چادر کے کونوں کو پکڑ لو اور حجرا سود کو اس کی جگہ پر لے چلو۔ یہ انوکھا فیصلہ دیکھ کر سب کے چہرے کھل اٹھے جنگل کی آگ کی طرح سے فیصلے کی خبر گھر گھر پہنچ گئی۔ دن بھر اسی پر تبصرہ ہوتا رہا۔ جس قبیلہ کو جس قبیلے سے انسیت تھی اس قبیلے کے نوجوان آپس میں گفتگو کرنے لگے اگر آج "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو یہ برتری ہم

دوسرے قبیلے کو ہرگز نہ دیتے۔اس کیلئے ہمیں اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنا پڑتا تو ہمیں منظور تھا مگر کسی کو فوقیت دے کر زندگی بھر کی رسوائی کون برداشت کرتا۔

آغاز وحی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغرض عبادت غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔خلوت میں بیٹھ کر خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔جب آپ کی عمر شریف چالیس برس ایک روز کی ہوئی تو اسی غار کے اندر اللہ کے حکم سے جبرئیل امین حاضر ہوئے اور حضور سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اقراء'' حضور پڑھئے۔حضور کو تین بار جبرئیل سینے سے لگا کر سورہ اقراء کی پانچ آیتیں سنا کر چلے گئے۔

یہ واقعہ ۱۷ر رمضان المبارک ۴۱؁ میلادی موافق یکم فروری ۶۱۰ء کا ہے۔بعض مؤرخوں نے ۱۲ر فروری ۶۱۰ء تحریر کیا ہے۔

انوار رسالت

کوہ حرا نے بھی کیا مقدر پایا ہے۔اسی کے غار سے نبوت کا آفتاب طلوع ہوا۔جس کی روشنی سے مکہ والوں کی آنکھیں چکا چوند ہوگئیں۔یہی روشنی جب مکے والوں کے دلوں میں پیوست ہوئی تو کفر اپنی موت آپ مرنے لگا۔اس کی جگہ اسلام کی لہر موج زن ہوگئی۔اور بہت ہی سرعت کے ساتھ قلیل عرصہ میں یہ روشنی دنیا کی ہر سمت میں پھیل گئی۔مکہ کی ارض پر ایک نیا انقلاب آچکا تھا۔

بانی اسلام حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا۔سب سے پہلے آپ کی شریک حیات، رفیق زندگی حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کی دعوت

پر لبیک کہا اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئیں۔

کفار مکہ کے مظالم

محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستی اور معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرنے کے خلاف اپنی مہم کا آغاز کیا۔سماج میں صدیوں پرانی برائیوں کے خلاف احتجاج کیا۔دین اسلام میں شریک ہونے کیلئے لوگوں کو رغبت دلائی۔تین سو ساٹھ معبودانِ باطل کو چھوڑ کر ایک خدائے واحد کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا پیغام سنایا بس کیا تھا کفر کے بدمست ہاتھیوں نے چنگھاڑنا شروع کیا۔اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی تلوار کو میان سے باہر کر لیا۔معلم کائنات کو ختم کرنے کی سازشیں شروع ہوگئیں مسلمانوں پر ظلم و بربریت کا پہاڑ توڑا جانے لگا۔بت پرست مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر ان پر کوڑے برسائے۔تپتی ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر کی چٹانیں رکھیں۔جسم کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغ دیا۔آگ کے شعلوں پر پروانۂ نبی کو لٹایا گیا۔سرد راتوں میں عاشق رسول کو ننگا کر کے ان سے ان کے ایمان کا امتحان لیا۔لیکن جن کے دلوں میں ایمان نقش ہو چکا تھا۔وہ ہر طرح کی مصیبتوں کو برداشت کر کے اپنی استقامت عملی کا ثبوت پیش کیا۔

دین اسلام کا عروج

ایک طرف کفار مسلمانوں کو بھیانک اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی تکلیفیں دیا کرتے اور اپنے عصیاں آلود دل میں سوچا کرتے تھے کہ ان مصیبتوں کو دیکھ کر کوئی دوسرا شخص اسلام میں داخل نہیں ہوگا۔دوسری طرف مسلمانوں کی جماعت میں سرعت کے ساتھ ترقی ہو رہی تھی۔اسلام عروج کی جانب گامزن تھا۔اسلام کا پودا آہستہ آہستہ اپنے شباب پر آرہا تھا۔

کفر پر خزاں طاری ہوتی جارہی تھی ۔ اسلام کی روشنی ایک سبک خرام لہر تھی جو جوار بھاٹا کی طرح موجیں ماررہی تھی ۔ خون کے پیاسے دشمنوں کو بھی اپنے دامن میں پناہ دینے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی تھی ۔ آج بھی ہے اور کل بھی رہے گی۔

آج دنیا کے ہر خطے میں لوگ اسلام قبول کررہے ہیں ۔ آئے دن یہ خبریں اخبارات میں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ امریکہ، برطانیہ، جاپان، سری لنکا، یوگوسلاویہ، یونان، پولینڈ، فلپائن، قبرص، اٹلی، کیوبا، چیکوسلواکیہ، نیپال، ہندوستان، چین، روس ویتنام اور کمپوچیا وغیرہم ملکوں میں اتنے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں ۔

مسلمانوں کی ان بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر یورپ امریکہ کے بہت سارے ممالک کے حکمراں خوف زدہ اور چیں بہ جبیں ہیں ۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ان کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھ رہا ہے اور وہ اپنے لئے زوال کا سگنل محسوس کررہے ہیں ۔ مستشرقین ہنود ونصاریٰ مسلمانوں کو جتنا نقصان پہونچانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں دین اسلام اتنا ہی بحر مواج بن کر ابھر رہا ہے ۔ یہاں پر میں صرف ایک اقتباس رقم کررہا ہوں یہ اقتباس روزنامہ انقلاب سے اخذ ہے ۔

’’چند سال کے اندر صرف امریکہ میں چھیالیس لاکھ [1] غیر مسلم اسلام قبول کرچکے ہیں ۔ ایم آر بابا محی الدین جو سری لنکا میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۱ء میں امریکہ چلے گئے پھر وہیں کے ہورہے ۔ ۱۹۸۶ء میں ان کی وفات ہوگئی ۔ ان کی کوشش سے پانچ ہزار آٹھ سو بیس غیر مسلم اسلام قبول کرچکے ہیں ۔ ان میں اکثریت ڈاکٹروں، انجینئروں، اور وکلا پر مشتمل ہے ۔ بابا محی الدین نے ۲۵ کتابیں لکھیں اور دنیا بھر میں دس ہزار سے زائد ان کے

[1] ’’روزنامہ انقلاب‘‘ بمبئی جلد ۵ شمارہ ۲۶۲ یوم پیر ۱۹/ستمبر ۱۹۸۸ء

مرید ہیں ۔

ایک امریکی نومسلم پیٹرک اینڈریو جو بابا محی الدین کے ہاتھوں حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ کا کہنا ہے کہ اسلام امن کا علمبردار ہے ۔[2] اسلام قبول کرلینے کے بعد انسان کو نہ صرف روحانی تسکین ہوتی ہے بلکہ دنیاوی امن بھی پیش رفت ہوتی ہے ۔‘‘

سرکار کی تربیت کا نتیجہ

جس طرح کمہار کچی مٹی کے تودوں کو چاک پر چڑھا کر ایک سے ایک حسین وجمیل برتن نکالتا ہے ۔ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کو ایمان کی بہاریں دے کر ایک سے ایک ہیرے نکالے ۔ حضرت ابوبکر جیسا صدیق، حضرت عمر جیسا فاروق اعظم اور عادل، حضرت عثمان جیسا غنی اور جامع القرآن، حضرت علی جیسا حیدر کرار اور ابوتراب، حضرت بلال جیسا عاشق جن کے کارنامے رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے ۔ جن کی صداقت، عدالت، سخاوت اور شجاعت سے لوگ متأثر ہوئے اور ہوتے رہیں گے ۔ تاریخ کے قرطاس پر پھیلے ہوئے ان کے کارناموں کو پڑھ کر مسلمانوں کے ایمان کی لو تیز ہوجاتی ہے ۔

سرکار کی عام دعوت دین اور ابولہب

۳ نبوی میں سرورانبیا نے کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو دین اسلام کی دعوت عام دی ۔ صفا کے قریب جمع ہونے والوں میں ابولہب بھی شامل تھا ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا اور ابولہب کنیت تھی ۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں لوگوں کو توحید و

[2] ’’روزنامہ انقلاب‘‘ بمبئی جلد ۵ شمارہ ۲۶۲ یوم پیر ۱۹/ستمبر ۱۹۸۸ء

رسالت پر ایمان لانے کا پیغام دیا۔ تقریر سن کر ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کے کلمے استعمال کرتے ہوئے بول پڑا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پورے دن تیرا ستیاناس ہو بس اتنی سی بات کیلئے ہم کو اکٹھا کیا تھا۔ شان رسالت میں ابولہب کی یہ گستاخی اللہ کو غیظ وغضب میں لانے کیلئے کافی تھی، ابولہب کے خلاف سورہ لہب نازل فرمایا۔ جسمیں ابولہب کے ہلاک ہونے کی خبر حضور کو دی گئی۔ ابولہب عبدالمطلب کا بیٹا اور حضور کا چچا تھا۔ سردار اعظم کی صاحبزادی حضرت رقیہ اور حضرت کلثوم کی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ ارعتیبہ سے ہوئی تھی۔ سورہ لہب کے نازل ہونے کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹے پر دباؤ ڈال کر حضور کی صاحبزادیوں کا طلاق دلوایا۔ خود حضور کی دشمنی میں پیش پیش رہا کرتا تھا۔ مسلمانوں پر طرح طرح کی سختیاں کرتا تھا۔

مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم

کفار کی ایذا رسانی، سرزنش، تعذیب، تکلیف اور قید وبند سے مسلمان پریشان ہو چکے تھے۔ یہ تو انہیں کا جگر تھا کہ ساری مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش چلتے رہے۔

تاریخ کے صفحات پر پھیلے ہوئے ان ظالموں کی بے رحمی اور سفاکی کی داستان پڑھ کر آج بھی مسلمانوں کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، جب آغوش اسلام میں آئے تو آپ کا چچا آپ کو سر سے پیر تک ننگا کر کے کوڑے لگاتا تھا۔ عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو چلچلاتی دھوپ میں زمین پر لٹا کر سینہ پر وزنی پتھر کی چٹان رکھ دی جاتی تھی۔ مگر قربان جایئے ان کی ادا پر ان ساری مصیبتوں کے باوجود آپ کی زبان مبارک سے احد ہی احد نکلتا تھا۔ حضرت خباب کیلئے کافروں نے یہ سزا تجویز کی۔ کوئلے کی آگ

دہکائی اس دہکتی آگ پر ان کو پیٹھ کے بل لٹا کر سینے پر پتھر کی سل رکھ دی تا کہ کروٹ نہ بدل سکیں۔

ایک مظلوم صحابیہ حضرت سمیہ [1] رضی اللہ عنہا کو برچھی سے اس قدر مارا کہ آپ اس کی تاب نہ لا کر فوت ہو گئیں۔

حبشہ کی طرف مسلمانوں کی انفرادی ہجرت

کفار کے ان ظلم وستم کی شدت پر رحمت عالم نے ماہ رجب ۵ھ نبوی میں مسلمانوں کو حبشہ کی طرف انفرادی ہجرت کا حکم دیا۔ جن مسلمانوں نے حبشہ کی طرف کوچ کیا ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) حضرت عثمان غنی اور آپ کی زوجہ طاہرہ (۲) حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) حضرت زبیر (۴) حضرت عبداللہ بن مسعود (۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۶) حضرت ابوحذیفہ اور ان کی زوجہ (۷) حضرت سہلہ بنت سہیل (۸) حضرت مصعب بن عمیر (۹) حضرت ابوسلمہ اور ان کی بیوی (۱۰) حضرت ام سلمہ بنت امیہ (۱۱) حضرت عثمان بن مظعون (۱۲) حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی (۱۳) حضرت لیلیٰ بنت ابی خثیمہ (۱۴) حضرت حاطب بن عمرو (۱۵) حضرت سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہم اس ہجرت کو ہجرت اُولیٰ کہتے ہیں۔

ان کے علاوہ پھر اور مسلمان وہاں پہونچے یہاں تک بچوں اور عورتوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد بیاسی مردوں تک پہنچ گئی [2]

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ دو اونٹ کے بیچ میں رسیوں سے باندھ کر نہایت بے ادبی اور سفاکی سے قتل کیا
[2] تفسیر خزائن العرفان سورہ مائدہ رکوع ۱۴ ص ۱۴۴ مطبوعہ ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی

پندرہ آدمیوں پر مشتمل جب یہ مہاجرین کا قافلہ بندرگاہ کے قریب پہونچا تو ایک بحری تجارتی جہاز حبشہ کو جارہا تھا یہ لوگ اسی جہاز سے روانہ ہوگئے۔ قریش ان لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے بندرگاہ پہنچے۔ جب تک جہاز ساحل سے دور نکل گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت جعفر طیار بن ابی طالب و دیگر صحابہ کرام بھی ہجرت کیلئے روانہ ہوئے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط تحریر کرا کر جعفر بن ابی طالب کو دیا۔ یہ خط نجاشی بادشاہ اصحمہ کے نام تھا۔ خط میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی تحریر تھا کہ ان مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ اور ان کو ہر طرح سے تعاون کرنا۔

حبش کو یونانی زبان میں اتھوپیا (ETHIOPIA) کہتے ہیں۔ دنیا کے موجودہ نقشے میں ''اے بی سینا'' کے نام سے موسوم ہے۔ اصحمہ بادشاہ کیلئے پہلا خط حضرت جعفر طیار ہجرت حبشہ کے موقع پر لے کر گئے تھے۔ حضور نے اصحمہ کو یہ تحریر کرایا تھا کہ ان مسلمانوں کی تواضع کرنا۔ [1]

سیدالشہداء کا قبول اسلام

۶ نبوی میں سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جنگ احد میں بڑی بے دردی اور سفاکی سے آپ کو شہید کیا گیا۔ جس کا ذکر آگے صفحات پر آرہا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عمارہ اور ابو یعلیٰ ہے۔ سیدالشہداء اسد اللہ اور اسد الرسول آپ کے مشہور القاب ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ اور ان کے شوہر سعید بن زید بن عمرو بھی

....

[1] سہ ماہی گلستاں اردو بنگلور۔ اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۸۷ء

اسلام میں شامل ہوئے۔ پھر اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ آپ کے ایمان لانے کے بعد خانہ کعبہ میں نماز ادا کی گئی۔ آپ کے ایمان لانے کا واقعہ تفصیل طلب ہے۔ لہٰذا سیرت کی دوسری کتابوں کا مطالعہ کریں۔

سرکار کی شعب ابی طالب میں اسیری

کفار مکہ حضور کو قتل کرنے اور دین اسلام کو ختم کرنے کیلئے نئے نئے منصوبے تشکیل دیتے تھے۔ چنانچہ اسی پروگرام کے تحت کفار مکہ کے تمام قبائل جیسے حنیفہ، سلیم، کندہ، کلب، عذرہ، عبس، بنی نضیر، حضارمہ حارث بن کعب، محارب بن مصفہ، فرارہ، بنی البکار وغیرہم نے ایک معاہدہ کیا کہ خاندان بنو ہاشم کا بائیکاٹ کردیا جائے۔ منصور بن عکرمۃ العبدری نے معاہدہ تحریر کیا۔ منصور بن عکرمۃ العبدری پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ اور اس کا ایک ہاتھ شل ہوگیا۔ عہد نامہ کو کعبہ کے دروازہ پر چسپاں کردیا گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جب تک تحریر کعبہ کے دروازہ پر موجود رہے گی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بائیکاٹ ہوتا رہے گا۔

یکم محرم ۷ نبوی میں رحمتِ دو عالم ﷺ کو مع خاندان کے مکہ معظّمہ کی ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں اسیر کردیا۔ شعب ابی طالب ایک پہاڑی درہ تھا۔ یہ درہ ابو طالب کے نام سے مشہور تھا۔ آج کل کی زبان میں اس درہ کو جیل خانہ سمجھ لیجئے، نبی مکرم ﷺ مع اپنے خاندان کے جس میں خدیجۃ الکبریٰ، ابو طالب، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ تقریباً تین سال تک مقید رہے۔ اسیری کے وقت حضور کے خاندان والوں نے تھوڑا پانی اور قلیل مقدار میں کھجوریں، اپنے ساتھ رکھ لئے تھے۔ یہ تھوڑا کھانا پانی کب تک ساتھ دیتا مسلمانوں نے کیسی اذیتیں برداشت کیں۔ کیسا صبر کیا رحمت عالم (ﷺ) ان اسیروں کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے مسلمانوں نے طلح نامی درخت کے

پتے کھا کر وقت گزارا۔ لیکن ان کا ایمان ذرا بھی متزلزل نہیں ہوا۔ دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوچتے تھے کہ یہ سب کے سب کھانا اور پانی کے بغیر تڑپ کر مر جائیں گے۔ تین سالوں کے بعد ان اسیروں کو کفار مکہ نے صحیح سالم دیکھا تو ان کے دل بیٹھ گئے۔ اور یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ ان مسلمانوں کے اندر کونسی طاقت ہے جو بڑی سے بڑی مصیبتوں کو مسکرا کر برداشت کر لیتے ہیں ۹،۸،۷ے نبوی تین سال شعب ابی طالب میں گزرا۔ ان تین سالوں میں اسلامی مشن کا کام تقریباً منقطع رہا۔

سرکار کی رحمدلی

شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پھر تبلیغی کاموں میں مصروف ہو گئے۔ سنہ ۱۰ر نبوی میں طائف کا تبلیغی سفر فرمایا۔ یہاں بدبختوں نے آپ کو اس قدر پتھر سے مارا کہ آپ کا جسم اقدس لہولہان ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ کے نعلین (جوتے) خون سے بھر گئے۔ بلبل سدرہ جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے کہا یا رسول اللہ! آپ فرمائیں تو ان دونوں پہاڑوں (ابوقبیس اور قیقعان) کو سرکا دوں یہ اوباش لوگ ختم ہو جائیں۔ قربان جایئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب پر۔ آپ نے فرمایا اللہ نے مجھ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ یہ قوم آج نہیں تو مستقبل میں ضرور ایمان لائیگی۔

سرکار کو غم پر غم

۱۰ھ نبوی اس سال کا نام سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''عام الحزن'' رکھا۔ پہلے آپ کے چچا ابوطالب کی موت ہوئی۔ جس کا آپ کو کافی غم ہوا۔ ابھی یہ غم تازہ ہی تھا کہ ایک ماہ پانچ روز کے بعد آپ کی زوجہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی

وفات فرما گئیں جس سے آپ کو غم پر غم ہوا۔

معراج النبی ﷺ

محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف جب اکیاون سال نو مہینے کی ہوئی تو ۲۷ر رجب ۱۱ھ نبوی الموافق ۶۲۱ء دوشنبہ کی شب کو معراج ہوئی اس وقت آپ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ اسی رات کو پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اسی سال ۱۱ھ نبوی میں قبیلہ اوس کے بادشاہ عظیم شاعر طفیل بن عمرو بھی آغوش اسلام میں داخل ہوئے۔ اس وقت طفیل نواح یمن کے بادشاہ تھے [1]

بیعتِ اُولیٰ اور بیعتِ ثانی

۱۱ھ نبوی میں بیعتِ عقبہ اولیٰ واقع ہوئی۔ یعنی مسلمانوں سے ہی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عام برائیوں سے باز رہنے کا عہد لیا۔ مسلمانوں نے عہد کیا کہ چوری، زنا کاری، شراب نوشی کسی پر بہتان تراشی اور اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔

۱۲ھ نبوی میں بیعتِ عقبہ ثانی ہوئی تہتر انصار شریک تھے۔ حضرت ابو براء رضی اللہ عنہ بن مصرور نے سب سے پہلے رسول اللہ کے ہاتھ پر ہاتھ دے کر بیعت کی۔ عقبہ ایک مقام ہے جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر مشرق کی طرف ہے۔

سرکار کے قتل کا منصوبہ

کفار مکہ حضور کے جانی دشمن تھے۔ ابوجہل اور ابولہب اس معاملہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اور یہ طے کرتے تھے کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ نہ کر دیں گے۔ اس وقت تک ہمیں سکون نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کفار مکہ نے

[1] تفسیر نور العرفان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کرلیا کہ جب پیغمبر اعظم باہر نکلیں تو یک بارگی حملہ کر کے آپ کا خاتمہ کردیا جائے۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے بستر پر سو جاؤ۔ اور یہ لوگوں کی امانتیں ہیں۔ صبح ان لوگوں کے حوالے کر کے تم بھی مدینے چلے آنا۔ آپ نے گھر سے نکلنے کا ارادہ کرلیا۔ ایک مٹھی کنکری لے کر اس پر دم کیا اور کفار مکہ کی جانب پھینک دیا۔ محاصرین کو خبر نہ ہوئی اور آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ بارہ [1] دشمن سرکار ﷺ کے مکان کا محاصرہ اس نیت سے کئے کھڑے تھے کہ آپ کو قتل کردیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ناپاک منصوبہ پر پانی پھیر دیا۔ اور یہ لوگ ذلیل ورسوا ہو کر واپس چلے آئے۔

یہ واقعہ ۲۷ رصفر ۱۳ نبوی مطابق ۱۲ رستمبر ۶۲۲ء بروز جمعہ پیش آیا۔

جمال مصطفیٰ کا منتظر سانپ اور صدیق اکبر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غار ثور [1] کے قریب پہونچے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے۔ غار کو صاف کر کے تمام سوراخوں کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کیا۔ سوراخوں کی تعداد ۷۰ ستر تھی [2]۔ انہتر کو بند کیا۔ ایک پر اپنے پیر

---

[1] ان کے نام یہ ہیں (۱) ابوجہل سب کا سرغنہ اور اس کام میں پیش پیش تھا (۲) امیہ بن خلف (حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی کے غلام تھے) آپ پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈھایا کرتا تھا (۳) عبدالعزیٰ (ابولہب) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا (۴) حکم بن العاص (۵) عقبہ ابی معیط (۶) زمعہ بن اسود (۷) نضر بن حارث (۸) حارث بن قیس ابن الفیلط (۹) طعیمہ بن عدی (۱۰) ابی بن خلف (۱۱) نبیہ بن حجاج اور (۱۲) منبہ بن حجاج۔

[1] جبل ثور نامی یہ ایک پہاڑ ہے اس میں ایک کھوہ ہے جسے غار ثور کہتے ہیں۔ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ [2] عناصر الشہادتین

کا انگوٹھا رکھا اسی سوراخ میں بیٹھا ہوا سانپ چھ سو برس سے جمال مصطفیٰ کا انتظار کر رہا تھا [3]۔

آفتاب نبوت کے غار میں جلوہ افروز ہونے کے بعد اپنا سر اقدس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زانو پر رکھ کر استراحت فرما رہے تھے۔ شوق دیدار میں سانپ بے قرار ہو کر حضرت صدیق اکبر کے انگوٹھے میں کاٹ لیا۔ زہر سرعت کے ساتھ یار غار مصطفیٰ کے جسم میں پھیل گیا۔ مگر صدیق اکبر کے عشق نے یہ گوارہ نہ کیا کہ حضور کی نیند میں خلل واقع ہو۔ تکلیف جب ناقابل برداشت ہوگئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور چند قطرات حضور کے چہرہ انور پر ٹپک پڑے۔ جس سے آپ کی آنکھیں کھل گئیں۔ حضرت صدیق اکبر نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا جس سے زہر کا اثر جاتا رہا۔

سرکار کا لعابِ مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن میں شفا تھی۔ حضرت رفاعہ بن رافع کو جنگ بدر میں آنکھ میں تیر لگا۔ اور آنکھ باہر نکل آئی۔ حضور نے اپنا لعاب دہن لگا کر آنکھ کو اپنی جگہ رکھ دیا۔ شفا ملی روشنی بدستور قائم رہی۔

فتح خیبر میں حضور اکرم نے اپنا لعاب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دکھتی آنکھوں میں لگا دیا آنکھیں صحیح ہوگئیں۔ متعدد کنوؤں میں آپ نے اپنا لعاب ڈالا۔ کسی کا پانی کھاری تھا میٹھا ہوگیا۔ کسی میں کستوری اور مشک وعنبر جیسی خوشبو آگئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

غار کے دہانہ پر مکڑی نے جالا تن دیا

---

[3] عناصر الشہادتین

اہل مکہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور تک پہونچے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے غار کے منھ پر ایسا انتظام مہیا کر دیا جس سے کسی کو یقین نہیں آیا کہ آپ یہاں تشریف فرما ہیں۔ ایک تو یہ کہ مکڑی نے جالا تن دیا۔ دوسرے کبوتری نے انڈے دیدیئے۔ قریش مایوس نامراد واپس چلے گئے حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دن بھر مخبری کرتے۔ شام کو اندھیرا ہونے پر قریش کے پروگرام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کرتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ بکریاں چرا کر شام کو واپس ہوتے وقت غار کے قریب بکریوں کو ٹھہرا کر دودھ دوہ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر قریش سے چھپا کر شام کو کھانا حاضر خدمت کرتیں۔ غار ثور کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین روز قیام فرما کر ۱۶ر ستمبر ۶۲۲ء کو غار سے نکل کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اسلام کی پہلی مسجد

۸ر ربیع الاوّل ۱۳ نبوی کو قبا میں پہونچے۔ ۱۴ روز قیام فرمایا۔ قبا میں پہونچ کر حضور نے ایک مسجد تعمیر کرائی اس کا نام مسجد قبا ہے اسلام کی یہ پہلی مسجد ہے۔ مختلف ادوار میں اس کی تجدید ہوتی رہی۔ ۸۷ھ تا ۹۳ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ مسجد قبا کی بھی تعمیر کی۔ ۴۳۵ھ میں ابوالعلی نے مسجد میں محراب تعمیر کروائی۔ ۵۵۵ھ میں جمال الدین اصفہانی نے مسجد قبا کی تجدید کی اور ۶۸۱ھ ۷۳۳ھ میں بھی مرمت ہوتی رہی۔ ۸۸۱ھ میں قاتیبا شاہ مصر نے مسجد کی تجدید کی۔ اور محراب و منبر تعمیر کرایا۔ ۱۲۴۵ھ میں سلطان محمود ثانی عثمانی نے مسجد کو نئے سرے سے تعمیر کرایا۔ ۱۳۵۱ھ میں شاہ عبدالعزیز نے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ (ماہنامہ ''استقامت کانپور'' ۱۹۸۵ء) مسجد کی عمارت

ترکوں کے عہد میں بھی بنی تھی۔ پھر ۱۳۸۹ھ میں شاہ فیصل نے اس کی جدید توسیع کی تھی۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ر ربیع الاول دوشنبہ کو قبا سے مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے۔ قصویٰ نامی اونٹنی پر بیٹھ کر ہجرت فرمائی۔ اسی سال ۱۶ر جولائی ۶۲۲ء سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا۔ مگر سرکاری طور پر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۳۰ر جمادی الثانی ۱۷ھ بروز جمعرات کو رائج ہوا۔

سرکار اور صحابہ پر کفار مکہ کی ایذا رسانی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں اعلان نبوت کے بعد تقریباً ۱۳ر سالہ اپنی زندگی گزاری۔ ان تیرہ سالوں میں کفار مکہ نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو طرح طرح سے ستایا۔ شان رسالت میں گستاخیاں کیں۔ آپ کی تکذیب کی گئی۔ آپ ﷺ کا اور صحابہ کا مذاق اڑایا گیا۔

کفار کعبہ معظّمہ کے قریب جمع ہو کر اکثر قرآن پاک پر طعن اور اس کو سحر و شعر کہتے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیجا باتیں کہتے تھے۔ حضرت بلال و حضرت عمار و حضرت صہیب و حضرت خباب و غیرہم رضی اللہ عنہم فقرائے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسخر کرتے تھے۔

(دارالندوہ (کمیٹی گھر) میں بیٹھ کر آپ کے قتل کی سازش ہوتی تھی۔ ولید بن مغیرہ نے آپ کو مجنون (پاگل) کہا۔ اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں سے کہتا تھا کہ اگر تم میں سے کوئی اسلام میں داخل ہوا تو میں اسے اپنے مال سے کچھ نہ دوں گا۔ حالت نماز میں ابوجہل نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی۔ حالت نماز ہی میں ایک دفعہ عقبہ بن ابی معیط نے اپنی چادر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں پھانسی لگا کر پیچ پر پیچ دینا

شروع کیا جس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی۔ طائف کے تبلیغی سفر میں آپ پر پتھراؤ کیا گیا ۔جس سے آپ کا جسم لہولہان ہوگیا۔ ابتدائے اسلام میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ ام جمیل بنت حرب بن امیہ ابوسفیان کی بہن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت عناد و عداوت رکھتی تھی اور باوجود یکہ بہت مالدار اور بہت بڑے گھرانے کی تھی ۔لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں انتہا کو پہونچی ہوئی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں ڈالتی تھی تا کہ حضور کو اور حضور کے صحابہ کو ایذا اور تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارہ نہیں کرتی تھی ۔(تفسیر خزائن العرفان)

کفار کی ان بیہودہ حرکتوں ، افتراؤں اور طعنوں پر آپ نے صبر کیا اور اپنے اصحاب کو بھی صبر کرنے کا حکم دیا۔

مکی دور میں نزول وحی

ہجرت کے وقت تک مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک کی چھیاسی سورتیں جن کی کل آیتیں چار ہزار چھ سو اٹھانوے نازل ہو چکی تھیں ان میں چند آیتیں ایسی ہیں جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ مکی سورتوں میں چند سورتیں ایسی ہیں جن کے متعلق راویوں کا اختلاف ہے ۔بعض کا قول ہے کہ مکی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سورتیں مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سورتیں مدنی ہیں۔ آغاز نبوت سے ہجرت کے وقت تک رحمت عالم ﷺ مکہ مکرمہ میں بارہ برس پانچ ماہ اکیس دن تشریف فرما رہے۔

رسالت مآب کی مدنی زندگی

کفار مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی ۔حدود مدینہ میں داخل ہو کر آپ کی اونٹنی ایک مقام پر بیٹھ گئی۔ آپ نے اس زمین پر مسجد بنانے کا فیصلہ کیا یہ زمین دو یتیم لڑکے سہل اور سہیل کی تھی ۔دس دینار میں یہ زمین خریدی گئی ۔اس پر مشرکوں کی کچھ قبریں تھیں ۔ان قبروں کو برابر کر دی گئیں ۔اس کے قریب ہی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان تھا جہاں آپ نے قیام فرمایا۔

مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے اس مسجد کی بنیاد کھودی اور مسجد کا کام شروع ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے قلیل عرصہ میں مسجد بن کر تیار ہو گئی جو مسجد نبوی کے نام سے مشہور ہے مسجد کے ساتھ ازواج مطہرات کیلئے حجرے بھی بنائے گئے ۔جب حجرے بن گئے تو سات ماہ بعد مکہ مکرمہ سے آپ کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیاں تشریف لائیں تو آپ نے بھی اسی حجرے میں رہنا شروع کیا۔

مسجد کی چھت کچی تھی ۔چھت کے اوپر کھجوروں کے پتے اور ٹہنیاں رکھی تھیں ۔جس سے برسات کے موسم میں مسجد کے اندر کیچڑ ہو جایا کرتی تھی ۔موسم گرما میں نمازی مکمل طور پر دھوپ سے محفوظ نہیں رہتے تھے۔ ادھر اقیموا الصلوٰۃ کے شیدائیوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے مسجد چھوٹی پڑنے لگی تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے واپسی پر ۷ ھ الموافق ۶۲۸ء میں مسجد نبوی میں اضافہ کیا۔ اضافہ کیلئے زمین کی ضرورت تھی ۔بغل میں ایک انصاری کی زمین تھی ۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم میں خرید کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا۔ کہ اسے مسجد میں شامل کر لیں ۔اس ایثار و سخاوت جذبہ محبت اور عشق صادق پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کو جنت کی بشارت سنائی۔

مسلمانوں کی آبادی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا کلمہ گو کی تعداد بڑھتی رہی مسجد نبوی مسلمانوں کیلئے تنگ ہوتی گئی۔ نمازیوں کی سہولت کیلئے ہر دور میں اضافہ اور توسیع ہوتی رہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسیع کرانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت ۱۷ھ مطابق ۶۳۸ء میں اضافہ کیا۔ مسجد نبوی کے متصل حضرت جعفر طیار کا مکان تھا۔ آدھا مکان مسجد میں شامل کیا گیا اور آدھا مکان جو باقی تھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسجد میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد متعدد بادشاہوں نے ضرورت کے مطابق اضافہ کیا اور دور حاضر میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

حضرت عثمان غنی کے بعد خلیفہ عبدالملک کے زمانہ میں ۸۸ھ سے لے کر ۹۱ھ تک کام ہوتا رہا۔ جس سے مسجد میں کافی اضافہ ہو گیا۔ امہات المومنین کے حجروں کو بھی مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ پھر اس کے بعد عباسی خلیفہ مہدی بن منصور نے ۱۶۱ھ تا ۱۶۵ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کی۔ اور شمال کی جانب دس ستون بنائے۔[1]

یکم رمضان ۶۵۴ھ میں مہدی کی بنائی ہوئی پوری مسجد جل گئی۔ مسجد میں چراغ روشن کرنے والے کی غلطی سے یہ آگ لگی تھی۔ اس کے بعد سلطان رکن الدین نے نئی مسجد بنائی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی ٹوٹی قبروں کو بنایا۔ خلیفہ مامون رشید جن کی پیدائش ماہ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں ہوئی عباسی خاندان کا ساتواں بادشاہ ہے جو ۲۸ سال کی عمر ۱۹۸ھ میں تخت نشیں ہوا۔ اور ۱۸ رجب المرجب ۲۱۸ھ کو اس دنیا کو چھوڑ کر لحد میں

[1] ماہنامہ استقامت سیدنا محمد عربی نمبر مئی ۱۹۸۵ء۔ نوٹ: جہاں جہاں استقامت کے حوالے ملیں گے سمجھ جائیے کہ یہ سیدنا محمد عربی نمبت سے مدد لی گئی ہے۔ محمد ادریس رَضوی

گئے۔ مسجد نبوی کو اس قدر آراستہ پیراستہ کیا کہ دنیا کی بہترین مساجد میں شمار ہونے لگی۔

۶۵۵ھ خلیفہ المعتصم نے مرمت اور معمولی تبدیلی کی (استقامت)

۱۳ رمضان المبارک ۸۸۶ھ کو مسجد نبوی میں دوسری مرتبہ آگ اس وقت لگی جب آسمان سے بجلی قبہ خضراء کے بازو میں سب سے بڑے منارہ پر گری اور مسجد کے موذن شمس الدین خطیب اذان دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ۸۷۹ھ سے ۸۸۸ھ تک کے درمیانی عرصہ میں قاتیبا شاہ مصر نے روضہ اطہر کی تعمیر کرائی۔ اور مسجد نبوی میں توسیع کرائی۔ سلطان سلیمان عثمان نے ۹۸۳ھ میں باب رحمت اور منارہ سامانیہ و دیگر تعمیرات میں منقش اور قیمتی پتھر استعمال کئے۔ ۱۲۶۵ھ اور پھر ۱۲۷۷ھ میں سلطان عبدالحمید عثمانی نے مسجد نبوی کی تجدید کرائی اور باب مجیدی تعمیر کرایا۔ ۱۳۳۶ھ میں فخری پاشا نے مسجد کے صحن وغیرہ کی مرمت کرائی۔

ترکی حکومت نے مسجد نبوی کی مرمت وسجاوٹ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۳۳۸ھ سے ۱۳۵۰ھ میں ملک عبدالعزیز نے تعمیر و مرمت کرائی اور ۱۸۸۳ھ میں آل سعود ۱۳۹۳ھ میں شاہ فیصل بن عبدالعزیز نے توسیع کرائی اس وقت مسجد کا رقبہ تقریباً ۲۶۰۰۰ مربع میٹر تھا۔

مسلمانوں کی تاریخ ساز فتح

رمضان ۲ھ مطابق ۶۲۴ء میں اذان کا حکم ہوا۔ اس سے قبل مسلمان بغیر اذان کے نماز پڑھتے تھے۔ اسی سال ۲ھ ۱۷ رمضان المبارک کو حق و باطل کی پہلی جنگ، جنگ بدر ہوئی۔ مسلمان فوجوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ جس میں ساٹھ مہاجر اور دو سو ترپن انصار شریک تھے۔ مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے، چھ زرہ آٹھ تلواریں اور ستر اونٹ تھے۔

کفار قریش کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے تین گنا زیادہ تھی۔ ایک ہزار کے لگ بھگ مکہ کے سرداروں میں ابوجہل، عتبہ[1] ابن ربیعہ، زمعہ بن الاسود، امیہ بن خلف، حارث بن

[1] عتبہ بن ربیعہ جنگ بدر میں قریشی فوج کا سردار تھا۔

عامر، ابوالبختری بن ہشام، وغیرہم جنگ میں شریک تھے۔

قریش جب مکہ سے جنگ بدر کیلئے نکلے تو وہ سال قحط کا تھا۔لشکر کا کھانا قریش کے دولت مندوں نے نوبت بنوبت اپنے ذمہ لے لیا تھا۔مکہ مکرمہ سے نکل کر سب سے پہلا کھانا ابوجہل کی طرف سے تھا جس کیلئے اس نے دس اونٹ ذبح کیا تھا۔ پھر صفوان نے مقام عُسفان میں نو اونٹ ذبح کیا۔ اور فوج کو کھانا کھلایا۔سہیل بن عمرو نے مقام قدیر میں دس اونٹ ذبح کئے۔ یہاں سے وہ لوگ سمندر کی طرف پھر گئے اور راستہ گم ہو گیا، ایک دن وہاں ٹھہرے وہاں شیبہ کی طرف سے کھانا ہوا۔نو اونٹ ذبح کئے۔ پھر مقام ابواء میں پہنچے وہاں مقیس جمحی نے اونٹ ذبح کئے۔حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے بھی دعوت ہوئی اس وقت تک آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔آپ کی طرف سے دس اونٹ ذبح کئے گئے پھر حارث کی طرف سے نو اور ابوالبختری کی طرف سے بدر کے چشمے پر دس اونٹ ذبح ہوئے۔ (تفسیر خزائن العرفان سورہ محمد)

جنگ بدر اور کفار قریش کا تکبر

کفار قریش ایک منزل پر دس اونٹ ذبح کرتے تو دوسری منزل پر نو اونٹ۔ اور اسی طرح کھاتے پیتے اپنی جمعیت پر اتراتے اور تکبر کرتے بدر میں پہونچے، ابوسفیان نے قریش کے سرداروں سے کہا کہ ہمارے قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔لہذا مکہ واپس چلے چلو۔اس پر ابوجہل نے کہا خدا کی قسم ہم واپس نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ ہم بدر میں اتریں۔ تین روز قیام کریں اونٹ ذبح کریں بہت سے کھانے پکائیں، شرابیں پیئیں۔ کنیزوں کا گانا سنیں، عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے۔لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جب وہ بدر پہونچے تو جام شراب کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا۔اور کنیزوں کی سازنوا کی

جگہ رونے والیاں انہیں روئیں۔ (خزائن العرفان سورۃ الانفال)

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ یہ دیکھ کر ابوجہل نے کہا (اپنے ساتھیوں سے) کہ انہیں رسیوں میں باندھ لو (اشارہ مسلمانوں کی طرف تھا) گویا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت کو اتنا قلیل دیکھ رہا تھا کہ مقابلہ کرنے اور جنگ آزما ہونے کے لائق بھی خیال نہیں کرتا تھا۔مغرور ابوجہل حضور کی مخالفت میں تو ہمیشہ پیش پیش رہا مسلمانوں کو اذیتیں دیتا۔ان کے خلاف سازشیں کرتا۔

قریش کے پاس جنگ کے سارے سامان بدر میں کافی مقدار میں تھے۔تلوار وڈھال، برچھیاں اور بھالے، تیر وکمان ذرہ وسپر، گرز وخنجر، سروں کا خود، سروں کا جھلم، ہاتھوں کا دستانا، علاوہ اس کے ایک سو گھوڑے چھ سو زرہ پوش بھی تھے۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے کفار قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ابوجہل کو دو کم سن بچوں معاذ اور معوذ[1] نے بدر میں للکار کر قتل کیا۔ یہ دونوں بھائی عفرا کے بیٹے تھے۔

امیہ بن خلف بدر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ایک زمانہ وہ تھا کہ مکہ میں امیہ حضرت بلال کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا۔اس قدر زدوکوب کرتا کہ خود تھک ہار کر بیٹھ جاتا، آرام کرتا، پانی پیتا اور پھر حضرت بلال کو مارنا شروع کرتا۔اس پر بھی ظالم کو رحم نہیں آتا۔ بلکہ آپ کو مکہ کے بدمعاش بداخلاق اور اوباش لڑکوں کے سپرد کر دیتا۔ وہ سب آپ کی گردن میں رسی باندھ کر گلی کوچوں میں گھسیٹتے۔گویا غلاموں پر ظلم کرنا روا تھا۔امیہ کے خواب وخیال میں بھی یہ باتیں نہیں تھیں۔ کہ مسلمانوں کی جماعت ہم پر غلبہ حاصل کر کے ہمیں مغلوب کر دے گی۔حضرت بلال جن کو میں نے اپنا غلام بنا رکھا ہے عنقریب اس کے ہاتھوں میں تلوار ہوگی، بدر کا میدان ہوگا اور میری گردن ہوگی۔ عتبہ جو مکی فوجوں کا سردار تھا

[1] حضرت معوذ بدر ہی میں شہید ہوگئے اور حضرت معاذ کا انتقال عہد عثمانی میں ہوا۔

اس کا ایک بیٹا ولید اپنے باپ کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ دوسرا بیٹا حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ کفار کے خلاف لڑ رہے تھے۔ عتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل کیا گیا، عتبہ کا بھائی شیبہ بھی مارا گیا۔ حضرت مُجَذَّر انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ابوالبختر ی قتل ہوا۔ یہ سب عرب کے روسا حضرات تھے۔ جن کی شجاعت کا شہرہ ہر طرف تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مہجع اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ بدر میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ ان میں آٹھ انصار اور چھ مہاجر تھے۔

بدر کے قیدوں کے ساتھ مسلمانوں کا حسن سلوک

ستر کفار قتل ہوئے اور ستر کے قریب گرفتار کئے گئے۔ ان قیدیوں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب (جو حضور کے چچا[1] ہیں) اور حضور کے داماد ابوالعاص بھی تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے ان قیدیوں کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یہ آپ کی قوم وقبیلے کے لوگ ہیں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی آپ کو مکہ مکرمہ میں رہنے نہیں دیا۔ یہ کفر کے سردار اور سرپرست ہیں ان کی گردنیں اڑا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے غنی کیا ہے۔ علی مرتضیٰ کو عقیل پر اور حضرت حمزہ کو عباس پر اور مجھے میرے قرابتداروں پر

[1] حضور ﷺ کے بارہ چچا تھے (۱) حارث (۲) ابوطالب (۳) زبیر (۴) عبدالکعبہ (۵) حضرت حمزہ ذوالحجہ ۶ نبوی میں مشرف بہ اسلام ہوئے (۶) مقوم جن کا نام مغیرہ بھی ہے (۷) ضرار (۸) عبدالعزیٰ (کنیت ابولہب) (۹) حضرت عباس بدر کے بعد ایمان لائے (۱۰) قثم (۱۱) عیداق (۱۲) حجل ان میں صرف دو مشرف بہ اسلام ہوئے (تفسیر نور العرفان، حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ)

مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں ماردیں۔ آخر کار فدیہ ہی لینے کی رائے قائم ہوئی (خزائن العرفان) ان قیدیوں میں چند گستاخ رسول بھی تھے۔ ایک قبیلہ بنو عبدالدار کا نفرین بن حارث تھا جو قیدیوں کے ہمراہ چل رہا تھا اور کھلے طور پر رحمت عالم نور مجسم کی شان اقدس میں گستاخانہ کلمہ استعمال کر رہا تھا۔ حضور ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام نے اسے قتل کردیا۔

دوسرا گستاخ عقبہ بن ابی معیط تھا (جس کا ذکر گذشتہ صفحہ پر ہو چکا ہے) دیگر قیدیوں کی طرح مسلمان اسے بھی اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے جا رہے تھے۔ یہ خبیث مقام عرق الظبیہ میں پہنچا تو حضور اکرم کی شان اقدس میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے صحابہ کرام نے عقبہ کو بھی قتل کردیا۔

گستاخان رسول کا حشر

شکست خوردہ قریش جب بدر سے مکہ پہونچے اور اپنے سرداروں کے قتل اور گرفتار ہونے کی تفصیل لوگوں کو سنائی تو ہر گھر سے رونے اور سینہ کوبی کی آوازیں آنے لگیں۔ ابوسفیان نے ابولہب کو بدر کی روداد سنائی اس کے فوراً بعد ہی ابولہب عدسہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور ساتویں دن مر گیا، تین دن اسکی نعش پڑی رہی یہاں تک کہ سڑ گئی۔ چوتھے دن مزدوروں نے دفن کیا۔

جتنے گستاخان رسول تھے سب مصیبتوں میں مبتلا ہو کر اور سخت اذیتیں اٹھا کر مرے۔

ولید بن مغیرہ جس نے حضور کو مجنون کہا تھا بدر میں اس کی ناک کٹ گئی تھی جس سے اس کی شکل بگڑ گئی۔ (خزائن العرفان) ایک بار اس کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا ہر چند علاج کیا۔ مگر جان بر نہ ہو سکا۔ اور سخت تکلیف میں مبتلا ہو کر مرا۔ (سرور القلوب)

عاص بن وائل حضور پر ہنسا کرتا تھا اس کے پاؤں میں کانٹا لگا۔ ہر چند اسے تلاش کیا پتا

نہ چلا۔ پاؤں سوج کر اونٹ کی گردن کے برابر ہوگیا اور اسی صدمے سے مرا۔ (سرور القلوب) حارث بن قیس ایسی پیاس میں مبتلا ہوا کہ جس قدر پانی پیتا تھا پیاس زیادہ ہوتی پیٹ اس کا پھول گیا اور العطش العطش کہتا ہوا مرگیا۔ (سرور القلوب)

اسود بن یغوث کا تمام بدن لو سے اس قدر کالا ہوگیا کہ اپنے دروازہ پر سر ٹکرا کر فی النار ہوا۔ (سرور القلوب)

تحویل قبلہ کا واقعہ

۲ھ میں تحویل قبلہ کا واقعہ ہوا۔ حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے زمانہ تک کعبہ قبلہ رہا۔ پھر حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے وصال کے بعد سے لے کر حضرت عیسیٰ روح اللہ تک بیت المقدس قبلہ رہا۔

آغازِ اسلام میں ہجرت کے بعد کے ایک سال سے زیادہ عرصہ تک معلم کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بیت المقدس کی طرف ہی رخ کر کے نماز پڑھتے تھے ہجرت کے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ بعد ۲۵ر رمضان المبارک ۲ھ کو پیر کے دن "بنی سلمہ" میں نماز ظہر کی ادائیگی کی حالت میں تبدیلی قبلہ کا حکم ہوا، اب اس مسجد کا نام "مسجد قبلتین" ہے، قبلہ اول بیت المقدس مدینہ منورہ سے شمال کی جانب ہے۔ اور کعبہ جنوب کی طرف سارے مقتدی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت نماز ہی میں شمال سے جنوب کو رخ کرلیا۔ نماز کے بعد خاتم الانبیاء نے فرمایا آج سے تمہارا قبلہ کعبہ بنا۔ کعبہ شریف کے قبلہ بننے سے پہلے اسلام کی اول مسجد مسجد قبا اور مسجد نبوی بن چکی تھی ان دونوں مساجد میں بیت المقدس کی.....

....

انوار العرفان۔ نوٹ: مفسر قرآن مولانا نعیم الدین علیہ الرحمہ صرف ۱۷ر ماہ تحریر فرمایا ہے، تحویل قبلہ کے ماہ و تاریخ میں اختلاف ہے، بعض مورخوں نے ۱۵ر رجب ۲ھ لکھا ہے۔ ۱۲

اسلام کی اول مسجد مسجد قبا اور مسجد نبوی بن چکی تھی ان دونوں مساجد میں بیت المقدس کی جانب قبلہ تھا۔ بعد میں دونوں کی سمتیں قبلہ کی جانب بدل دی گئیں۔

اسی سال ۱۰ر شوال ۲ھ کو رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور حضرت سلمان فارسی آغوش اسلام میں آئے۔

بَنُو قَینُقَاع کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ

شوال ۲ھ میں بنوقینقاع کے ساتھ جنگ ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت بنوقینقاع کے محلّہ میں کسی ضرورت سے گئی تھی۔ ایک یہودی نے اسے سر بازار برہنہ کردیا۔ عورت کی چیخ و پکار جب بلند ہوئی تو مسلمان اس طرف دوڑے۔ یہودی کی اس نازیبا حرکت پر مسلمانوں نے اسے قتل کرڈالا۔ رحمت عالم ﷺ جب بدر سے لوٹے تو اس کی آپ کو خبر ملی۔ آپ نے یہودیوں سے کہا کہ مصالحت کرکے معاملہ ختم کرلو۔ یہودی اس بات پر تیار نہیں ہوئے جنگ پر اتر آئے۔ اور قلعہ بند ہوگئے حضور نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پندرہ دن کے بعد یہودی اپنی ہار مان گئے اور سات سو یہودی جلاوطن ہوکر شام کی طرف چلے گئے۔

غزوۂ سَوِیق

ذوالحجہ ۲ھ کو غزوہ سویق کا واقعہ پیش آیا۔ اس میں باضابطہ جنگ نہیں ہوئی۔ بلکہ ابوسفیان دو سو فوج لے کر مدینہ کی طرف چلا اور ایک انصاری کو قتل کرکے واپس بھاگ چلا۔ حضور نے اس کا تعاقب کیا مگر ملاقات نہیں ہوئی۔ حضور قرقرۃ الکدر سے واپس چلے آئے۔

غزوۂ بنوسلیم

محرم ۳ھ میں غزوہ بنوسلیم کا واقعہ پیش آیا۔ اس میں بھی حضور ﷺ تعاقب کے بعد

واپس چلے آئے۔کوئی خاص واقعہ قابل ذکر رونما نہیں ہوا۔ ۳ھ میں زکوۃ فرض ہوئی۔ شراب کو حرام قرار دیا گیا۔حکم پاتے ہی مسلمانوں نے شراب کے مٹکے کو سڑکوں پر انڈیل دیا۔اور اس ام الخبائث سے توبہ کی۔

غزوۂ اُحد

کفار ومشرکین مسلمانوں کا خاتمہ کرنے کا کئی بار مصمم ارادہ کر کے ٹکر لی اور ہر بار نامراد اور مایوس لوٹے تھوڑے سے مسلمانوں نے بدر کے جم غفیر کافروں کو شکست دے کر اور قریش کے سرداروں کو قتل کر کے میدان جیت لیا تھا۔اس شکست سے کفار کو بڑا قلق تھا۔ چنانچہ شوال ۳ھ میں ابوسفیان کی سرکردگی میں تین ہزار فوج مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئی۔ جو ہر طرح کے ہتھیار سے لیس تھی۔ان میں سات سو زرہ پوش تھی تین ہزار اونٹ، ایک ہزار کے قریب تیرانداز اور دوسو گھوڑے تھے ابوسفیان کی بیوی ہندہ چند عورتوں کے ساتھ فوجوں کے پیچھے دف بجا کر گاتی اور فوجوں کی ہمت بڑھاتی تھی۔

حضور کو خبر ملی کہ لشکر اُحد میں اترا ہے تو آپ نے اصحاب سے مشورہ کیا عبداللہ[1] ابن ابی سلول نے مشورہ دیا کہ حضور مدینہ ہی میں رہیں۔قریش جب مدینہ میں آئیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے۔بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ حضور مدینہ سے باہر نکل کر لڑیں۔حضور اپنے گھر میں گئے اور ہتھیار پہن کر باہر نکلے۔ایک ہزار صحابہ کے ساتھ جمعہ کی نماز کے بعد اُحد کیلئے روانہ ہوئے[2] پندرہ شوال ۳ھ یکشنبہ کو اُحد میں پہونچے، عبداللہ بن ابی مقام شوط[3]

۱ عبداللہ بن ابی جنگ بدر کے بعد بظاہر اسلام قبول کیا تھا مگر دل میں منافقت رکھتا تھا۔ ۲ خزائن العرفان۔
۳ خزائن العرفان میں ہے کہ جنگ شروع ہونے کے بعد بھاگا تا کہ مسلمانوں میں ابتری آجائے اور وہ بھی بھاگ نکلیں۔

سے تین سو منافق کو لے کر واپس چلا آیا کہ حضور نے میرے مشورہ کو نہ مانا اور نو عمر لڑکوں[4] کا کہنا مانا۔

سات سو فوج حضور ﷺ کے ساتھ ڈٹی رہی۔دوران جنگ وحشی[5] کا نیزہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ناف کے نیچے لگا۔زخم کاری تھا۔اس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔اور میدان ہی میں شہید ہو گئے۔ابوسفیان کی بیوی سیدنا امیر معاویہ کی ماں ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ (بعد شہادت) چبایا۔

غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ بن ابو عامر راہب بھی اسی جنگ احد میں شہید ہوئے۔ آپ کی شادی جنگ سے ایک دن قبل ہوئی تھی۔

دوران جنگ عتبہ بن ابی وقاص نے حضور پر پتھر پھینکے جس سے آپ کے نچلے دو دندان مبارک شہید ہو گئے۔ابن قمیہ کی تلوار سے آپ کا شانہ اقدس زخمی ہوا۔ابن ہشام کے پتھر پھینکنے سے آپ کے بازو زخمی ہوئے۔ابن شہاب کے پتھر سے آپ کی پیشانی مبارک زخمی ہوئی۔حضور کے شہید ہونے کی جھوٹی خبر اڑا دی گئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی میدان جنگ میں پہنچ گئیں۔کھجور کی چٹائی جلا کر آپ کا زخم بھرا گیا اسی جنگ میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔(سرور القلوب) کل ستر مسلمان اُحد میں شہید ہوئے۔سب کو حضور نے اُحد ہی میں دفن کیا۔

ابوسفیان جب احد سے واپس آرہے تھے۔اور مقام روحا میں پہنچے تو انہیں خیال آیا کہ

۴ اشارہ صحابہ کرام کی طرف ہے۔ ۵ جبیر بن مطعم کا غلام تھا، مطعم نے وعدہ کیا تھا کہ تو حضرت حمزہ کو شہید کر دے تو تجھے آزاد کر دوں گا۔

ہم مسلمانوں کا خاتمہ کرنے آئے تھے۔ہم بغیر خاتمہ کئے واپس کیوں جا رہے ہیں اس خیال کے آتے ہی وہ پھر واپس ہوئے۔

حضور کو جب خبر ملی تو صرف ستر اصحابہ کو لے کر جو احد میں زخمی ہو چکے تھے۔۱۶ شوال ۳ھ کو ان کے تعاقب کیلئے نکلے اور مقام حمرالاسد [۲] تک پہونچے۔وہاں خبر ملی کہ ابوسفیان آپ کی آمد کی خبر پا کر مرعوب ہو کر بھاگ گیا۔

ربیع الاول ۴ھ میں بنونضیر [۳] کا واقعہ پیش آیا۔عبداللہ بن ابی کے بھڑکانے پر بنونضیر قلعہ بند ہو گئے۔اسلامی فوجوں نے پندرہ روز تک قلعہ کا محاصرہ کیا اس کے بعد بنونضیر نے ہتھیار ڈالدیئے جس کی وجہ سے جنگ کی نوبت نہیں آئی۔بنونضیر نے حضور سے درخواست کی کہ مجھے اپنا سامان لے کر چلے جانے دیا جائے۔یہ لوگ چھ سو اونٹ پر اپنا مال لے کر خیبر کی طرف جلاوطن ہو گئے۔اور بہت ہتھیار مدینہ میں چھوڑ گئے۔ان میں پچاس زرہ۔پچاس خود اور تین سو چالیس کے قریب تلواریں تھیں۔

بدر اخریٰ ذیقعدہ ۴ھ

واقعہ یہ ہے کہ احد کی واپسی کے وقت ابوسفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال بدر میں پھر مقابلہ ہوگا۔حضور انور ﷺ پندرہ سو دس صحابہ کو لے کر بدر پہونچے۔ابوسفیان ۲ھ میں یہاں شکست کھا چکا تھا حاضر نہیں ہوا۔۴ھ میں ہی چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہوا۔

جنگِ خندق

شوال ۴ھ یا ۵ھ سن میں جنگ احزاب کی لڑائی ہوئی۔قرآن شریف میں ایک سورۃ الاحزاب

۱خزائن العرفان ۲مدینہ سے آٹھ میل پر ایک مقام ہے (خزائن العرفان) ۳یہودی قبیلہ جو مدینے میں آباد تھا۔

ہے جس میں اس جنگ کا ذکر ہے۔خندق اسی لئے مشہور ہے کہ آفتاب رسالت نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے میدان کے چہار جانب خندق [۲] کھدوایا تھا۔خود بھی شریک تھے۔خندق تیار ہونے کے بعد مشرکین بارہ ہزار [۳] کا گراں لشکر لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔اور مسلمانوں پر تیراندازی شروع کی۔پندرہ یا چوبیس روز محاصرہ کے بعد اندھیری رات میں سرد آندھی آئی جس سے دشمنوں کے خیمے گر گئے۔کھونٹے اکھڑ گئے، ہانڈیاں الٹ گئیں، آدمی زمین پر گر گئے، اس کے بعد ابوسفیان اپنی اونٹنی پر سوار ہو گیا۔اور لشکر میں الرحیل الرحیل یعنی کوچ کوچ کا شور ہو گیا۔اور کثیر مال چھوڑ کر چلا گیا۔

ابوسفیان کی طرف سے قبیلہ بنوسلیم، قبیلہ غطفان، بنو اسد بنوسعد وغیرہم بھی شریک تھے۔لشکر کا لیڈر ابوسفیان تھا جو تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ لے کر آیا تھا۔مگر اللہ نے ان کو شکست دی۔ان کے آدمی قتل ہوئے اور چھ مسلمان شہید ہوئے۔

شوال ۵ھ الموافق ۶۲۶ء میں بروز شنبہ کو خواتین پر پردہ فرض ہوا۔اسی سال زنا کرنے والے پر (غیر شادی شدہ) سو درے اور شادی شدہ کو سنگسار کرنے کی سزا مقرر ہوئی۔پانی نہ ملنے پر تیمم کا حکم ہوا۔عرب کے اندر منھ بولے لڑکے کی بیوی سے (طلاق کے بعد) نکاح ناجائز تھا۔وہ رسم بھی منسوخ ہوئی۔اور نکاح جائز ہوا۔اسی سال حضور نے چاند گرہن پر نماز خسوف پڑھی۔

غزوۂ قریظہ

ذیقعدہ ۵ھ [۴] میں غزوۂ بنوقریظہ ہوا۔خندق سے واپسی پر حضور جب مدینہ پہونچے تو

۲خندق کی گہرائی پانچ گز تھی۔۳خزائن العرفان ۴بنوقریظہ کے ماہ وسال میں اختلاف ہے اس اختلاف کی بنیاد پر حضرت مولانا نعیم الدین نے ۴ یا ۵ھ لکھا ہے

ظہر کے وقت حضرت جبرئیل آئے اور حضور سے عرض کیا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولئے ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بنوقریظہ کی طرف جانے کا حکم کرتا ہے اس جنگ میں کفار ومشرکین کی تعداد چوبیس ہزار تھی ۔رسول کریم کے ساتھ لشکر اسلام پچیس[1] روز تک بنوقریظہ کا محاصرہ کئے رہے اس کے بعد کفار ہتھیار ڈال دیئے ۔مردوں کو گرفتار کر کے بازار مدینہ میں لاکر خندق کھودی گئی اور تمام کی گردنیں مار کر اسی خندق میں پھینک دیا گیا۔عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا گیا۔ قبیلہ بنونضیر کا سردار حیَیٰ بن اخطب اور بنی قریضہ کا سردار کعب بن اسد سمیت سات سو کفاروں کی گردنیں ماری گئیں ۔(نور العرفان)

خزائن العرفان میں تعداد چھ یا سات سو بتائی گئی ہے ۔ایک عورت بھی قتل کی گئی ہے ۔ اس نے قلعہ کے اوپر سے پتھر گرا کر ایک مسلمان کو مار ڈالا تھا۔

غزوۂ دومۃ الجندل

محمد عربی ﷺ ۲۵ر ربیع الاول[2] ۵ھ میں غزوہ دومۃ الجندل کیلئے روانہ ہوئے ۔سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینے کا حاکم بنایا۔ آپ کے پہنچنے سے قبل مخالفین منتشر ہو گئے تھے ۔ ۲۰ر ربیع الآخر کو بلاجنگ کے واپس چلے آئے ۔ ذیقعدہ ۶ھ میں حضور چودہ سو صحابہ کے ساتھ بغرض عمرہ مدینے سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے ۔"ذوالحلیفہ" میں پہنچ کر وہاں کی مسجد میں دو رکعتیں نماز پڑھ کر عمرہ کا احرام باندھا۔ اس سفر میں پانی ختم ہوگیا۔صرف حضور کے آفتابہ میں تھوڑا سا پانی تھا حضور اپنے آفتابہ میں اپنا دست اقدس ڈالا تو انگلیوں کی تمام ☆

[1] خزائن العرفان اور نور العرفان کے دونوں مفسر اس پر متفق ہیں کہ ۲۵ر روز کا محاصرہ رہا۔ [2] اس جنگ کا ذکر ہم نے اس لئے بعد میں کیا ہے کہ خندق اور بنوقُریظہ کے سال میں اختلاف ہے۔

گھاٹیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے ۔تمام صحابہ نے پانی پیا اور وضو کیا[1] حدیبیہ کے پاس پہنچ کر سب پانی ختم ہوگیا۔ گرمی شدید تھی۔ حضور نے کنویں[2] میں کلی فرمائی کنواں پانی سے بھر گیا۔(نور العرفان)

طائف کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی دریافت حال کیلئے آئے کہ حضور کس غرض سے آئے ہیں، عمرہ کرنے یا جنگ کرنے ۔حضور نے فرمایا۔ عمرہ کے ارادہ سے آیا ہوں۔ حضور کے ساتھ ستر اونٹ بھی تھے ۔لیکن کفار مکہ نے حضور سے کہا کہ اس سال واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال آکر حج کریں۔

حضور نے خراش بن امیہ کو پیغام صلح لے کر قریش کی طرف بھیجا۔قریش نے ان کو روک لیا۔اور قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے ۔خراش کے قبیلے کے لوگ وہاں آباد تھے! ان لوگوں نے ان کو بچالیا۔ اور وہ واپس چلے آئے ۔پھر حضور نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ کفار قریش سے کہدیں کہ ہم عمرہ کرنے آئے ہیں ۔ جنگ کرنے نہیں تم ہم کو آئندہ سال آنے کو کہتے ہو۔ صلح کس شرط پر ہوگی اور آئندہ سال کس طرح آؤنگا۔ معاہدہ کرلو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابھی مکہ ہی میں تھے کہ مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی شہید کر دیئے گئے یہ خبر سن کر حضور نے ایک کیکر (ببول) کے نیچے مسلمانوں سے بیعت لی جو بیعت رضوان سے مشہور ہے۔

معاہدۂ حُدَیبیہ

چنانچہ قریش کی طرف سے حضرت عثمان غنی کے ہمراہ سہیل بن عمرو صلح کا سفیر بن کر آیا۔

[1] چودہ سو صحابہ تھے، سب نے پانی پیا اور وضو فرمایا، جانور بھی ساتھ تھے ان کو بھی پانی پلایا، یہ حضور کا معجزہ ہے۔ [2] کنواں بالکل خشک پڑا تھا

اوراس بات پر صلح ہوئی کہ آئندہ سال آپ کیلئے تین روز تک مکہ مکرمہ خالی کردیا جائیگا۔ تاریخ میں اسے قریش کے ساتھ حدیبیہ کا معاہدہ کہتے ہیں۔حضور نے تمام اونٹوں کو حدیبیہ میں ذبح کردیا۔حدیبیہ ایک کنواں ہے چند شرطوں پر صلح اسی جگہ ہوئی تھی۔شرطیں یہ تھیں:۔

(۱) اس سال حضور واپس چلے جائیں۔

(۲) آئندہ سال عمرہ کی نیت سے آئیں۔

(۳) تین دن مکہ مکرمہ میں قیام فرما کر لوٹ جائیں۔کھلے ہتھیار لے کر نہ آئیں۔

(۴) جو کافر مسلمان ہوکر مدینہ منورہ جائے اسے ہمارے حوالہ کردیا جائے۔

(۵) لیکن جو مسلمان مرتد ہوکر ہم میں آوے ہم اسے واپس نہ کریں گے۔

(۶) اگر ہمارے حلیف آپس میں لڑیں تو کوئی حلیف کی مدد نہ کریں۔

یہ شرطیں حضور نے منظور فرمائیں۔(نورالعرفان)

محسن انسانیت ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا صلح نامہ لکھو۔حضرت علی صلح نامہ لکھنے بیٹھے تو حضور نے فرمایا لکھو"ہذا ما صالح علیه محمد رسول الله" حضرت علی نے مذکورہ الفاظ لکھ دیا تو سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو صلح نامہ کی کیا ضرورت تھی۔رسول اللہ کا لفظ کاٹ کر "محمد بن عبداللہ" لکھوایئے۔حضور نے حضرت علی سے کہا محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو رسول اللہ کاٹ دو۔حضرت علی نے کہا خدا کی قسم میں ہرگز رسول اللہ کا لفظ نہیں مٹاؤں گا۔سہیل نے اصرار کیا تو حضرت علی نے سہیل پر تلوار اٹھالیا۔حضور ﷺ نے منع فرمایا اور کاغذ لے کر خود سے رسول اللہ کا لفظ مٹادیا۔یہ ہے حضرت علی کی شان ایمانی کہ رسول اللہ کی شان اقدس میں کوئی بدبخت ادنیٰ گستاخی کرتا تو آپ اس کی گردن مارنے کو تیار ہوجاتے۔

صلح نامہ تحریر ہونے کے بعد چند صحابہ نے شاہدین کی حیثیت سے اپنا دستخط ثبت کیئے۔حضرت عثمان غنی، حضرت عمر فاروق، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، محمد بن مسلمہ وغیرہم۔معاہدہ کی ایک کاپی رسول اللہ ﷺ کے پاس رہی اور ایک سہیل بن عمرو کے پاس۔

سلاطین عالم کو دعوت اسلام

ے ھ میں سلاطین اسلام کو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے خطوط کے ذریعے دعوت اسلام دی۔مختلف بادشاہوں کے نام خطوط لے کر صحابہ کرام بحیثیت قاصد گئے تھے۔حضرت عمرو بن امیۃ الضمری ے ھ الموافق ۶۲۹ء کو بادشاہ حبشہ نجاشی اصحمہ[۱] کی طرف گئے۔خط کا ترجمہ ہم یہاں "گلستاں اردو" بنگلور اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء سے نقل کرتے ہیں۔عربی عبارت بھی گلستاں اردو تاریخ وسیرت کی دوسری کتابوں میں موجود ہے۔

ترجمہ:۔

خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے محمد رسول اللہ کی جانب سے حبش کے بادشاہ نجاشی کے نام۔اس پر سلامتی ہو جو راہ راست اختیار کرے۔میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو معبودیت میں یکتا ہے۔کل کائنات کا مالک ہے۔برگزیدہ ہے، امن وسلامتی کی پناہ گاہ صرف اسکی ذات ہے اور اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اس کی روح اور اس کا کلمہ ہے جس کو اس نے مریم بتول پاک کے دامن پر القا کیا جو کہ خدا کے نبی عیسیٰ کی والدہ ہیں۔پس اللہ ہی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔اب میں آپ کو خدائے واحد لاشریک لہ کی اطاعت ومودت اور محبت کی دعوت دیتا ہوں۔آپ کو میری پیروی اختیار کرنی چاہئے اور خدا کا۔جو پیغام میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لانا چاہئے، میں آپ کو

[۱] اصحمہ کے یہاں پہلا خط حضرت جعفر طیار لے کر گئے تھے، جس کا ذکر گذشتہ صفحہ پر ہوچکا ہے۔

آپ کے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں پس میں نے تبلیغ اور نصیحت کا فریضہ ادا کر دیا ہے آپ کو چاہئے کہ اسے قبول کریں۔ پیروان ہدایت پر سلام ہو۔

(محمد رسول اللہ)

نجاشی بادشاہ نے حضور کے خط کا ادب کیا آپ کی نبوت کا اقرار کر کے کلمہ پڑھا۔ بطور عطیہ ایک خچر کچھ تحفے اور خط کا جواب دے کر قاصد کو حضور کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ بادشاہ کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ حضور نے اس کے جنازہ کی نماز غائبانہ طور پر ادا کی۔

''گلستاں اردو'' میں تحریر ہے کہ ایک اور خط عمرو بن امیہ الضخری کی معرفت حضور نے اصحمہ کو روانہ کیا۔ اصحمہ کے ایمان لانے پر اظہار مسرت اور مہاجر کو مدینہ بلایا تھا۔ یہ خط حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا۔ ۹ ھ میں بادشاہ اصحمہ کا انتقال ہوا۔

وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل قیصر روم کی طرف روانہ کیا۔ قیصر روم نے بھی حضور کے خط کی تعظیم کی۔ ہرقل مزید معلومات کی غرض سے ابوسفیان کو بلایا۔ اور تخت کے پاس بٹھایا۔ اور کہا میں تم سے محمد ﷺ کے متعلق چند سوالات کرتا ہوں۔ صحیح صحیح جواب دینا۔ سوالات وجوابات ختم ہونے کے بعد ہرقل نے کہا یہ سچ ہے تو اس تخت تک اس کا قبضہ ہو جائیگا۔ سچ جانتے ہوئے بھی ہرقل اپنی قوم کے خوف سے ایمان نہ لا سکا۔ اور تخت وتاج کی خاطر کفر کے اندھیرے میں گھرا رہا۔ خط کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد (ﷺ) کی جانب سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے۔ ہرقل قیصر روم کے نام، اس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست اختیار کی۔ بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں پس اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کر لیجئے اگر آپ نے اسلام قبول کرلیا تو اللہ تعالےٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائیگا اور اگر آپ نے انکار کیا تو

ساری قوم کی گمراہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہوگی۔ اے اہل کتاب[1] اختلاف ونزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ، ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں طور پر مسلم ہے، وہ یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا رب بنائیں اگر تمہیں اس بات سے انکار ہے تو تمہیں معلوم رہنا چاہئے۔ کہ ہم بہر حال خدا کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(محمد رسول اللہ)

سید عالم ﷺ کا یہ ارشاد نامہ ابھی تک محفوظ ہے اور اس پر تحقیقی کام بھی ہو رہا ہے۔ گذشتہ سال یہ خبر اخبارات میں آئی تھی بعض اخبارات میں خط کا عکس بھی شائع ہوا تھا جو آٹھ سطروں پر مشتمل ہے۔ مکتوب گرامی کھال پر لکھا ہوا ہے۔ ''بلٹز'' لکھتا ہے کہ ''عمان'' اردن کے شاہ حسین کی تحویل میں نبی کریم ﷺ کا وہ خط ہے جو آپ نے ۶۳۶ء [2] شہنشاہ روما ہرکیولس کو تحریر کیا تھا اور اسے مشرف باسلام ہونے کی دعوت دی تھی۔

اردن کی حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ مورخوں، محققوں اور اسکالروں کو مطالعے و مشاہدے کی غرض سے اس خط کا جائزہ لینے کی اجازت ہوگی۔ ۶۳۶ء میں ہرکیولس دو لاکھ فوج لے کر یرموک میں گیا اور صرف 30 ہزار مجاہدین اسلام سے شکست کھا گیا۔

(بلٹز ویکلی۔ 29/ اگست ص ا کالم نمبر 2

وحیہ کلبی اسی سفر میں حاکم بصرہ حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس بھی حضور کا مکتوب

.....

[1] یہاں سے آخر تک مکتوب گرامی میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۶۴ درج ہے

[2] مرتب یا کاتب سے سہو ہو گیا ہے، یہ خط ۶۲۹ء میں تحریر کیا گیا تھا، ۶۳۲ء میں حضور پردہ فرما گئے، ۶۳۶ء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ (محمد ادریس رَضوی)

گرامی لے کر گئے۔ سلیط بن عمر عامری رضی اللہ عنہ بادشاہ یمامہ کی طرف گئے یمامہ اس وقت ایرانی حکومت کا ایک صوبہ تھا اس بادشاہ کا نام ہوذہ بن علی الحنفی تھا۔ ہوذہ نے حضور کے خط کا جواب دیا۔ اسلام قبول کرنے کیلئے ایک شرط لگادی۔ ہوذہ نے حضور کو لکھا کر جس دین کی طرف آپ مجھے بلا رہے ہیں وہ دین بہت اچھا ہے مگر میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ عرب ہمارا ادب کرتے ہیں آپ مجھے اپنی حکومت میں شریک کر لیجئے تو میں آپ کی پیروی کروں گا۔ اس قسم کی شرط لگا کر یہ لالچی بادشاہ دین اسلام سے غافل اور کفر پر قائم رہا۔

حضرت علاء بن حضرمی کو بادشاہ بحرین کی جانب بھیجا۔ منذر بن ساوی بادشاہ بحرین نے اسلام قبول کیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس بادشاہ سکندریہ والی مصر کے پاس حضور نے اپنا خط دے کر بھیجا۔ بادشاہ نے خط پڑھا اور اس کا جواب دیا۔ اور تحفتہ ماریہ قبطیہ [1] اس کی بہن سیریں، ایک سفید خچر جس کا نام دلدل تھا، چار ترکی لونڈیاں، ہزار مثقال سونا و دیگر اشیا ارسال کیا۔ حضور کے پاس سواری کیلئے کچھ اور خچر تھے۔ لغنہ جو بطور تحفہ فردۃ الجذامی نے پیش کیا تھا ایک اور دومۃ الجندل کے حکمراں نے دیا تھا۔ بہر حال مقوقس نے اس خط کو ڈبیہ میں بند کر کے ایک لونڈی کے سپرد کیا۔ بعض مورخین کہتے ہیں۔ مقوقس نے خط پر مہر لگا کر اپنے خزانچی کے سپرد کیا مقوقس کے نام کا یہ خط علی الرغم اَنف الاعداء پچاس سال قبل تک قسطنطنیہ میں محفوظ تھا۔ محدث دہلی لکھتا ہے کہ "قسطنطنیہ میں محفوظ ہے۔ اور بڑے بڑے عیسائی محققین اس کو اصلی قرار دیتے ہیں۔ اس سے اہم بات یہ ہے کہ اس خط کی عبارت سے ملائی گئی جو حدیث میں موجود ہے دونوں میں مطابقت پائی گئی۔

(محدث دہلی جون ۱۹۴۲ء)

شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ بادشاہ دمشق حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف گئے۔

[1] حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ماریہ قبطیہ کو اپنے عقد میں لے لیا۔

سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حارث کو خط کے آخر میں تحریر کیا تھا کہ خدائے تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو تمہارا ملک تمہارے پاس رہے گا۔ حارث نے مکتوب گرامی کو پڑھ کر پھینک دیا۔ یا چاک کر دیا۔

اور غصے میں بول پڑا میرا ملک مجھ سے کون چھین سکتا ہے۔ ۸ ھ میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو والی عمان کی جانب حضور نے اپنا خط دے کر بھیجا۔ بادشاہ کا نام عبد تھا۔ اس کا ایک بڑا بھائی جیفر تھا۔ حضور کا مکتوب پڑھ کر دونوں ایمان لائے۔

سرکار دوعالم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو دے کر کسری فارس، خسرو پرویز کی طرف روانہ کیا۔ بادشاہ نے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت عبداللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور واقعہ سنایا تو حضور نے فرمایا اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ ان بادشاہوں کے علاوہ حضور نے ۸ ھ میں منذر بن سادی بحرین کو ۹ ھ میں نجاشی بادشاہ اصحمہ کے انتقال کے بعد اس کے جانشیں کو، اسی سال شاہان حمیر او غیرہ کو بھی خط لکھا۔

فتح خیبر

۷ ھ الموافق ۶۲۹ء میں خیبر کی فتح ہوئی اس لڑائی میں سولہ سو لشکر اسلام نے حصہ لیا۔ چودہ سو صحابہ پیدل تھے اور دوسو سواری پر جب آپ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت سباع بن عرفہ غفاری کو مدینہ کا والی بنادیا خیبر مدینہ سے شمال ومغرب کی جانب تقریبا دوسو میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مقام صہبا میں پہونچ کر آپ نے قیام فرمایا۔ اور حضرت علی کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ حضرت علی کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ رسالت مآب ﷺ جب بیدار ہوئے تو حضرت علی نے عرض کی، فداک ابی وامی میری نماز عصر قضا ہوگئی رسول خد

انے اشارہ فرمایا، ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ حضرت علی نے نماز عصر ادا فرمائی۔

خیبر میں کتنے قلعے تھے اور ان کے نام کیا تھے، صاحب ''مواھب اللدنیہ'' نے ۹ قلعوں کے نام لکھے ہیں (۱) نطاۃ (۲) حصن العصب بن معاذ (۳) حصن ناعم (۴) شق (۵) حصن ابی التحقیق (۶) حصن البریٰ (۷) حصن القموص (۷) حصن وطیح (۹) حصن سلالم اور صاحب ''مدارج النبوۃ'' آٹھ بتائے ہیں (۱) کتیبہ (۲) ناعم (۳) شق (۴) قموص (۵) نطاۃ (۶) صعب (۷) وطیخ (۸) سلالم، اور بعضوں نے سات قلعوں کے نام لکھے ہیں (۱) سلالم (۲) القموص (۳) النطاۃ (۴) قصارہ (۵) النزار (۶) مربط (۷) ناعم، بہرحال حضور رحمۃ للعالمین ﷺ جب خیبر پہونچے تو دشمن کی بیس ہزار فوج مقابلہ کیلئے تیار تھی، ادھر لشکر اسلام بھی کافی جوش وخروش میں تھا۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے نطاۃ کو فتح کیا۔ پھر النزار کو یکے بعد دیگرے کئی قلعے فتح ہوتے چلے گئے۔ کفار ومشرکین یہ دیکھ کر القموص میں پناہ گزیں ہوگئے۔ اور ان کی طاقت مضبوط ہوگئی قلعہ بند ہوکر لڑنے لگے۔ اس لئے یہ قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا۔ اس کو فتح کرنے کیلئے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو علم ملا۔ مگر کامیابی نہیں ہوسکی۔ حضور نے فرمایا کل ایسے بہادر کو علم دوں گا جو قلعہ فتح کرے گا۔ دوسرے روز حضور نے حضرت علی کو دریافت کیا۔ حضرت علی آئے مگر آپ کی آنکھوں میں درد تھا۔ حضور نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب لگادیا۔ اور ہاتھوں میں علم تھمادیا۔

حضرت علی مسلمان فوجوں کے ساتھ آگے بڑھے اور قلعہ کے پاس پہنچ گئے۔ قلعہ کا دروازہ بڑا وزنی تھا ستر آدمیوں سے اٹھایا جاتا تھا۔ حضرت علی نے تنہا دروازہ اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ اور فوج سمیت قلعہ کے اندر داخل ہوگئے ۱۔ اس طرح بیس دن کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ بھی فتح ہوگیا۔ اس قلعہ میں یہودی بہت زیادہ دولت جمع کئے ہوئے تھے۔ جو مسلمانوں کے ہاتھ آئی

۱ اسی موقع پر حضور ﷺ نے حضرت علی کو فاتح خیبر کے لقب سے نوازا۔

غلہ کھجور، چربی، روغن زیتون، مکھن، چھوہارے اور ہتھیار وغیرہ جس سے مسلمان کافی خوش حال ہوگئے خیبر کی زمین پر مسلمان قابض ہوگئے۔ یہودیوں نے رحمت عالم ﷺ سے درخواست کی کہ زمین ہمیں دیدیں۔ پیداوار کا آدھا حصہ ہم آپ کو دیتے رہیں گے۔

حضور ﷺ نے یہودیوں کی یہ درخواست منظور فرمائی اور یہ سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک رہا۔ یہودیوں کے سردار مرحب، اسیر، یاسر اور عامر بن کنانہ سمیت ۹۳ آدمی قتل ہوئے اٹھارہ مسلمان شہید ہوئے اور پچاس کے قریب زخمی ہوئے۔ رئیس خیبر کی بیٹی صفیہ اسی موقع پر اسلام قبول کرکے حضور کے نکاح میں آئیں۔ خیبر سے واپسی پر ایک یہودی عورت (زینب) نے حضور کی دعوت کی اور بکری کے گوشت میں زہر ملا کر حضور کے سامنے پیش کیا، کھانے سے پہلے اللہ نے آپ کو آگاہ کردیا۔ یہ عورت سلام بن شکم کی بیوی تھی۔ (نور العرفان) ۷ھ میں پنجہ سے پھاڑ کھانے والے جانور حرام قرار دیئے گئے۔ درندہ جانور اور گھریلو گدھا وغیرہ بھی حرام ہوئے۔ ۷ھ میں جان ایمان رحمت عالم ﷺ نے ایک ہزار چار سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کیا۔

فتح مکہ معظّمہ

۸ھ الموافق ۶۳۰ء میں دس رمضان کو دس ہزار لشکر اسلام، سردار اعظم ﷺ کی قیادت میں مکہ معظّمہ فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا، مدینہ منورہ کا حاکم عبداللہ ابن مکتوم کو بنایا۔ مرالظہران میں پہونچے تو قریش کو خبر ملی کہ حضور کثیر تعداد میں صحابہ کو لے کر آرہے ہیں۔ قریش گھبرا گئے۔ ابوسفیان بن حارث، حکیم بن حزام اور بدیل بن وقار دریافت حال کیلئے آئے۔ جب حضور کی خدمت میں پہونچے تو تینوں نے اسلام قبول کرلیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمادیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں قیام کرے

گا اسے پناہ ملے گی ۔ جو شخص اپنے گھر میں امن وسکون سے رہے گا اسے بھی پناہ ملے گی ۔ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت نصب تھے حضور نے سب کو توڑ ڈالا ۔ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کنجی لاؤ ۔ دروازہ کھلنے پر لوگ اندر داخل ہوئے ۔ یہ واقعہ ۲۰؍رمضان ۸ھ کو وقوع پذیر ہوا۔

سارے دشمنان رسول جو آپ کے خون کے پیاسے تھے سر جھکائے کھڑے تھے ۔ عفوو درگذر کے طلب گار تھے ۔ آج آپ اشارہ کردیتے تو صحابہ کرام ہر ایک کو کاٹ کر رکھ دیتے حریفوں سے بدلہ لینے کا اس سے اچھا اور کون سا موقع ہوسکتا ہے ۔ مگر قربان جایئے رحمۃ للعالمین کی عفوودرگذر پر ۔ فرمایا مکہ والو! گھبراؤ مت جو سوچ رہے ہو ایسا نہیں ہوگا بلکہ تم سب آج آزاد ہو۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان پکارو ۔ پندرہ روز تک مکہ میں قیام فرمایا کعبہ پر غلاف چڑھایا ۔ حضرت معاذ بن جبل کو اسلامی مسائل اور عتاب بن اسید یا حضرت ابورہم کلثوم بن حصین غفاری کو مکہ میں نائب بنا کر مدینہ واپس چلے آئے ۔

تاریخ غلاف کعبہ

غلاف کعبہ سے متعلق یہاں پر مختصر یہ بھی ذکر کردوں کہ فتح مکہ کے وقت کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا گیا ۔ اس کے بعد خلفائے راشدین اور متعدد بادشاہان اسلام نے غلاف کعبہ تیار کر کے بھیجا ۔ ۶۶۴ھ میں ہندوستان سے بھی غلاف کعبہ بھیجا گیا تھا ، ۷۱۱ھ میں مصر کے بادشاہ سلطان حسن نے غلاف کعبہ پر قرآنی آیتیں لکھوائیں اور غلاف کے چاروں طرف زری کی پٹی بنوائی ۔ ۱۹۶۷ء میں امرتسر سے مولانا داؤد غزنوی اور مولانا اسماعیل غزنوی کے اہتمام میں غلاف کعبہ بنوا کر بھیجا گیا۔

اور آج بھی غلاف کعبہ

غلاف کعبہ اور وہ کارخانہ جہاں دور حاضر میں غلاف تیار ہوتا ہے ہم ہفت روزہ اخبار ''نئی دنیا'' سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جو قیمتی معلومات سے لبریز ہے ۔ ''غلاف کعبہ جو پہلے باہر تیار ہوتا تھا مکہ معظمہ میں تیار ہونا شروع ہوا ۔ اس مقصد کیلئے مکہ معظمہ میں ایک لاکھ مربع میٹر کے رقبہ میں ایک زبردست کارخانہ قائم کیا گیا ۔ اس کارخانہ کا افتتاح ملک عبدالعزیز کے عہد میں ۱۹۲۷ء میں عمل میں آیا ، اور دنیا کے جدید ترین آلات ووسائل اور خود کار مشین مہیا کی گئی ۔ حتیٰ کہ غلاف بافی کیلئے جو مشین نصب کی گئی ہے ۔ وہ مخصوص طور پر اسی مقصد کی خاطر ایجاد اور تیار کی گئی جو مکہ معظمہ کے اس کارخانہ کے علاوہ اور کہیں بھی دستیاب نہیں ہے اسی کے ساتھ دو سو سے زائد سعودی ملازمین جنھیں اس فن میں قابل تعریف حد تک مہارت حاصل ہے ۔ اس کارخانہ میں پوری جانفشانی سے اپنا کام کرتے ہیں ۔ ان تمام وسائل وآلات اور سہولتوں اور آسانیوں کے باوجود غلاف کعبہ جس کی اجمالی وسعت دو ہزار چھ سو پچاس میٹر ہے ۔ اور جس میں تقریباً چھ سو ستر کیلوگرام خالص ریشمی دھاگے استعمال ہوتے ہیں ۔ اس کا بیشتر حصہ مشین کے تعاون کے بغیر ہاتھ کے ذریعہ تیار کیا جاتا ہے ۔ اس کی تیاری پورے ایک سال کے عرصے میں مکمل ہوتی ہے ۔ ایسا صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ غلاف کسی بھی طرح کی خامی ونقص سے پاک ہو ۔ اور ایسا معیاری سامان سامنے آئے جو دلکشی ورعنائی وپختہ کاری میں اپنی مثال آپ ہو ۔ ۱۹۸۰ء میں شاہ خالد کی ذاتی ہدایت پر بیت اللہ شریف کے موجودہ داخلی وخارجی دروازے ''باب توبہ'' خالص سونے کے تیار کئے گئے ۔ اور اسے قدیم دروازے کی جگہ نصب کیا گیا ۔ جسے ۳۲ سال قبل ملک عبدالعزیز کے عہد میں لگایا گیا تھا ۔ یہ دونوں دروازے جو پورے ایک سال کے عرصے میں پایہ تکمیل کو

پہنچے تھے۔دوسو چھیاسی کیلوگرام سونا جسکی قیمت چار ملین امریکی ڈالر تھی۔سے تیار کئے گئے تھے۔اس دروازے پر جو پردہ لگا ہوا ہے وہ ایک سوبیس کیلوگرام چاندی کے دھاگے۔جس پر ۲۵ فیصد سونے کا پانی چڑھا ہوتا ہے۔سے بتایا جاتا ہے۔

(''نئی دنیا'' دہلی ۲۹ دسمبر ۱۹۸۷ء تا ۴ جنوری ۱۹۸۸ء ص ۱۰)

غزوۂ حنین وطائف

فتح مکہ سے واپسی پر شوال ۸ھ میں حنین وطائف پیش آیا۔حنین میں اسلام کی بارہ ہزار ۱ فوجوں نے شرکت کی۔کفار و مشرکین چار یا چھ ہزار تھے۔اس جنگ میں مسلمانوں کو شاندار کامیابی ہوئی۔حضرت ابوسفیان جو تھوڑے دنوں پہلے اسلام میں شامل ہوئے تھے شریک جنگ تھے۔مسلمانوں کو خوب خوب مال غنیمت ہاتھ لگا۔چوالیس ہزار اونٹ چوالیس ہزار بھیڑ، اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔یہ لڑائی قبیلہ ہوازن اور ثقیب والوں سے ہوئی۔ان دو قبیلوں نے اپنی طاقت مضبوط کرنے کیلئے اور قبیلوں کو اپنے ساتھ ملا کر جنگ میں شرکت کی۔ستر ۷۰ مشرکین قتل اور چھ مسلمان شہید ہوئے۔قیدی کی تعداد کے متعلق اختلاف ہے!۔

ان قیدیوں کو بلا معاوضہ چھوڑ دیا گیا۔اس زمانہ میں مسلمانوں کے پاس دولت کی فراوانی نہیں تھی۔مگر ایمان کی دولت سے مالا مال تھے۔اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم پر لبیک کہتے تھے اور مشکل سے مشکل کاموں کو حل کئے بغیر دم نہیں لیتے تھے۔

جنگِ تبوک

رجب ۹ھ الموافق ۶۳۱ء میں جنگ تبوک کی تیاری کر کے تیس ہزار مجاہدین اسلام

۱ خزائن العرفان

تبوک کیلئے روانہ ہوئے حضور کو پہلے خبر پہنچ چکی تھی کہ ہرقل شاہ روم نے رومیوں اور شامیوں کی کثیر فوج جمع کر کے مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے۔مسلمانوں کے پاس رسد کے وسائل نہ کے برابر تھے۔اور یہ سال قحط سالی اور گرمی کی شدت کا تھا۔تنگی کا یہ عالم تھا کہ ایک کھجور ٹکڑے کر کے دو دو کھاتے تھے۔یہ حال دیکھ بہت سے منافقین نے جنگ میں جانے سے انکار کر دیا۔یہ دیکھ کر یار غار مصطفےٰ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال حضور کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔

جان ایمان ﷺ نے پوچھا ابوبکر گھر والوں کیلئے کتنا مال چھوڑا۔فرمایا اللہ اور اس کے رسول کے نام کو چھوڑ کر آیا ہوں۔مال کی مقدار چار ہزار درہم تھی ۱۔حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال غزوہ کیلئے حضور کی بارگاہ میں حاضر کیا۔حضرت عثمان غنی نے دس ہزار مجاہدین کو جنگ کا سامان دیا۔سواری کیلئے نوسو اونٹ ایک سو گھوڑے اور دس ہزار دینار بارگاہ نبوت میں حاضر کیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم بارگاہ رسالت میں حاضر کئے۔مجاہدین کا یہ قافلہ رحمت عالم ﷺ کی رہبری میں تبوک کی جانب روانہ ہوا۔منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بھی ہمراہ چلا اور ثنیۃ الوداع ۲ سے واپس چلا آیا۔رسول اعظم ﷺ جب تبوک میں پہونچے تو وہاں کا کنواں خشک پڑا دیکھا۔رحمت عالم ﷺ نے کنویں میں کلی فرمائی۔کنواں امنڈ پڑا۔جب تک قیام رہا۔صحابہ کرام اس کنویں سے سیراب ہوتے رہے۔رومی شہنشاہ ہرقل کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی تو حضور جنگ کے بغیر مجاہدین اسلام کے ہمراہ واپس چلے آئے جنگ میں حضور کی یہ آخری شرکت تھی اس کے بعد حضور کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوئے۔

تبوک سے واپسی کے قبل معلم کائنات ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے ایک خطبہ

۱ اور ۲ خزائن العرفان

دیا۔خطبہ میں فرمایا کہ ہر گناہ سے بچو خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔اور سب سے عظیم تر گناہ جھوٹ ہے۔سب سے بڑا تونگر وہ ہے جس کا دل تونگر ہو مسلمانو! تقویٰ اختیار کرو۔یہ آخرت کا توشہ ہے۔حضور بارہ ربیع الاول کو بنو سالم میں ایک خطبہ دیا تھا۔اس میں بھی تقویٰ کو اچھی چیز بتایا۔اور فرمایا کہ تقویٰ انسانی چہرہ کو منور و نورانی کر دیتا ہے۔تقویٰ انسان کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے۔تقویٰ اختیار کرنے والوں سے خدا راضی ہو جاتا ہے۔عبادت کے ذریعہ اس کی رضا حاصل کرو۔ ۹ھ ۶۳۱ء میں نبی دو عالم ﷺ آخری حج ادا کرنے کیلئے ۲۶ / ذی قعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔آپ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ان میں مدنی مسلمانوں کے علاوہ اطراف و جوانب کے مسلمان بھی شریک تھے۔اس وقت مسلمانوں کی تعداد کافی ہوگئی تھی۔

۸ھ میں مکہ فتح ہو چکا تھا۔اس سے قبل حج سنت ابراہیمی کے طور پر ادا کیا جاتا تھا، ۹ھ میں حج مسلمانوں پر فرض ہوا آخری حج میں محسن انسانیت ہادی برحق آفتاب رسالت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ایک سو ترسٹھ اونٹ قربان کئے اور ابوتراب حضرت علی نے اکیسو ستائیس اونٹ قربان کئے۔

صفر المظفر ۱۱ھ م ۶۳۲ء میں حضرت نبی کریم ﷺ ایک روز چند صحابہ کے ساتھ احد میں جلوہ افروز ہوئے۔اور شہداء کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔رحمت عالم ﷺ بعثت و نبوت ۶۱۰ء سے لے کر اخیر عمر تک تبلیغ دین کے کاموں میں لگے رہے۔تیئس سال کے درمیانی عرصہ میں آپ کو بہت ساری تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔کفار و مشرکین ہمیشہ آپ کو اور اہل اسلام کو زک پہنچانے کی کوشش کرتے رہے۔مگر آپ سب کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کر جاتے آپ نے پتھروں کا استقبال پھولوں سے کیا۔گالیاں دینے والوں کو

دعائیں دیں۔حالت نماز میں گلے میں اونٹ کا اوجھ ڈالنے والے کے ساتھ پیار سے باتیں کہیں۔

جبرئیل امین کی بارگاہ رسالت میں حاضری کی تعداد

بلبل سدرہ جبرئیل امین تیئس سالوں تک اللہ کا کلام آپ تک لاتے رہے۔آپ کے پاس جتنی دفعہ جبرئیل امین تشریف لائے۔گذشتہ کسی بھی انبیاء و رسل کے پاس نہیں آئے۔شیخ ابوعبداللہ عمری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہم السلام کی بارگاہ میں پوری زندگی بالترتیب ۲۱/۲۳/۴۸/۱۰/۳۱ / مرتبہ آئے جبکہ حضور خاتم الانبیا ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرئیل امین پوری زندگی میں چار لاکھ بیس مرتبہ آئے تو معلوم ہوا کہ حضور کے اعلان نبوت کے بعد تیئس سالہ زندگی کے آٹھ ہزار تین سو پنچانوے دن ہوئے۔پس اس حساب سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر دن میں اڑتالیس مرتبہ تشریف لاتے تھے۔یعنی ہر گھنٹہ میں چار مرتبہ یا یوں کہہ لیجئے کہ ہر پندرہ منٹ کے بعد تشریف لاتے تھے۔

(حاشیہ [1] دلائل الخیرات شریف مصنف شیخ الدلائل محمد بن سلیمان علیہ رحمہ۔متوفی ۱۶ / ربیع الاول ۸۶۲ھ)

وحی اور کاتبان وحی

سب سے پہلی وحی کا نزول کس تاریخ کو ہوا اس میں راویوں کا اختلاف ہے۔عام طور

[1] نوٹ: اس وقت جو دلائل خیرات شریف کی طباعت ہوتی ہے وہ اکثر بغیر حاشیہ کے طبع طبع ہوتی ہے، راقم الحروف ۷۶۔۱۹۷۷ء میں استاد محترم حضرت مفتی ابو سہیل انیس عالم قادری علیہ الرحمہ کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھا، محشی نسخہ ان کے پاس تھا یہ بیش بہا معلوت اسی نسخے کے ہیں، محشی کا نام قلمبند نہیں کر سکا

پر تین تاریخیں بیان کی جاتی ہیں۔ ۱۷، ۱۴، یا ۲۷ / رمضان ۴۱ میلادی کو پہلی وحی غار حرا میں آئی۔ اس کے چوتھے روز خالد بن سعید بن العاص نے لکھی۔ اس کے بعد ڈھائی سال تک وحی کا سلسلہ موقوف رہا۔ اس کے بعد وحی کا سلسلہ مستقل ہوگیا۔ قرآنی آیات کو تحریر کرنے کیلئے رحمۃ للعالمین ﷺ نے چند صحابہ اکرام کو مقرر کیا، جو کاتبان وحی کے لقب سے مشہور ہیں۔ جنکی تفصیل اس طرح ہے (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۲ / جمادی الآخر ۱۳ھ میں وفات ہوئی۔ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یکم محرم ۲۴ھ کو شہید ہوئے۔ (۳) حضرت عثمان غنی جامع القرآن رضی اللہ عنہ ۱۸ / ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن شہید ہوئے۔ (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ ۱۸ / رمضان ۴۰ھ کو صبح صادق کے وقت ابن ملجم کے ہاتھوں زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد ۲۱ / رمضان کو وصال فرمایا۔ (۵) حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان۔ ۸۸ سال کی عمر میں رجب ۶۰ھ کو انتقال فرمایا۔

(۶) حضرت زید بن ثابت ۴۵ھ میں وفات ہوئی۔

(۷) حضرت ابوایوب انصاری ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں قسطنطنیہ کے محاصرہ کے دوران وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

(۸) حضرت زبیر بن عوام ۳۶ھ میں جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

(۹) حضرت عامر بن فہیرہ ۴ھ میں بیر معونہ میں شہید ہوئے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عثمان غنی کے عہد میں ۳۲ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۱) حضرت طلحہ بن عبداللہ ساٹھ سال کی عمر میں ۲۰ / جمادی الآخر ۳۶ھ میں پنجشنبہ کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

(۱۲) حضرت سعد بن وقاص ۵۵ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۳) حضرت ثابت بن قیس ۱۱ھ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(۱۴) ابوسفیان بن حرب، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔ فتح مکہ کے وقت ۸ھ میں آغوش اسلام میں آئے۔ ۸۸ / سال کی عمر میں ۳۴ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۵) یزید بن ابوسفیان۔ متوفی ۱۷ھ۔ (۱۶) شرجیل بن حسنہ۔

(۱۷) علاء خضرمی۔ متوفی ۱۴ھ۔ (۱۸) خالد بن ولید متوفی ۲۱ھ

(۱۹) محمد بن مسلمہ انصاری۔ متوفی ۴۶ھ یا ۴۷ھ (۲۰) عبداللہ بن عبداللہ ابی ابن سلول

(۲۱) جہم بن سعد بن اسلمی۔ (۲۲) جہم بن الصلت۔

(۲۳) عبداللہ بن رواحہ انصاری متوفی ۸ھ (۲۴) مغیرہ بن شعبہ متوفی ۵۰ھ

(۲۵) عمرو بن العاص بن وائل متوفی ۴۳ھ (۲۶) ارقم بن ارقم مخزومی۔ متوفی ۵۵ھ

(۲۷) عبداللہ بن زید۔ متوفی ۳۲ھ۔ (۲۸) عبداللہ بن عقبہ۔

(۲۹) حذیفہ السیما۔ متوفی ۳۵ھ (۳۰) بریدہ بن العصیب مازنی۔ متوفی ۶۲ھ

(۳۱) حصین بن نمیر فاتک (۳۲) ایان بن سعید (۳۳) ابی بن کعب۔ متوفی ۳۰ھ

(۳۴) عبادہ بن صامت۔ (۳۵) عبداللہ بن احمد،

(۳۶) حضرت حنظلہ بن ابوعامر۔ جنگ احد ۳ھ میں شہید ہوئے۔

(۳۷) حویطب بن عبدالعزی۔ (۳۸) حاطب بن عمر (۳۹) عبداللہ بن ارقم۔

(۴۰) معیقب بن فاطمہ۔ (۴۱) ابوسلمہ بن عبدالاسد قرشی غزوہ ذوالعشیر کے وقت حضور نے اپنی جگہ آپ کو مدینے کا نائب مقرر کیا، متوفی ۴ھ (۴۲) عبداللہ ابن سرح۔

یہ سب کاتبان وحی کے لقب سے پکارے جاتے تھے جو قرآن کریم تحریر کرنے کیلئے مقرر

تھے۔نزولِ وحی کے وقت ان میں سے کوئی بھی حضور کی بارگاہ میں ہوتے تو حضور انہیں حکم دیتے کہ یہ لکھو اور اس کو فلاں سورت سے ملا دو۔کاتب حضرات اور اہل صفہ جو اپنا گھر بار چھوڑ کر مسجد نبوی کے ایک چبوترہ پر گذر بسر کرتے تھے تقریباً اسّی آدمی تھے جو قرآن شریف کو زبانی یاد کرتے تھے۔کاتب حضرات چمڑا، چوبی، جھلی، تختیاں، کھجوروں کے پتے اونٹ کے شانے کی ہڈیاں، کھال اور نرم پتھروں پر لکھ لیتے تھے، اس طرح قرآن مقدس محفوظ ہوتا گیا گویا قرآن شریف محفوظ رکھنے کیلئے دو طریقے تھے ایک زبانی حفظ دوسرا ضبط تحریر۔سب سے آخری وحی لکھنے کا شرف حضرت ابی ابن کعب متوفی ۳۰ھ کو حاصل ہے۔وحی کا سلسلہ کب بند ہوا اسمیں دو قول ہیں اول یہ کہ ماہ صفر ۱۱ھ کی آخری تاریخ تک قرآن کا نزول ہوتا رہا اور قرآن حکیم مکمل ہو گیا۔دوسرا یہ کہ حضور کے پردہ فرمانے سے نو دن پیشتر ۳ ربیع الاول ۱۱ھ کو آخری وحی آئی اور قرآن مقدس مکمل ہوا۔ ہجرت کے بعد رحمۃ للعالمین ﷺ کی مدنی زندگی دس برس چھ ماہ نو دن پر مشتمل ہے، مدنی سورتیں کل اٹھائیس ہیں جنکی کل آیتیں ایک ہزار پانچ سو ستاسی ہیں۔خاتم الانبیاء ﷺ کی اعلان نبوت کے بعد والی زندگی آٹھ ہزار ایک سو چھپن ایام پر مشتمل ہے۔تفسیر نعیمی میں ہے کہ کل آسمانی کتابیں چار، اور صحیفے ایک سو دس ہیں حضرت آدم علیہ السلام پر تیس صحیفے، حضرت شیث پر پچاس صحیفے، حضرت ادریس پر دس صحیفے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے۔اس کے علاوہ اور نبیوں پر بھی صحیفے آئے اور قریب قریب سبھی آسمانی صحیفے رمضان شریف میں نازل

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ..... ۱؎ عبداللہ بن سرح جب آیت ''لقد خلقنا الانسان'' نازل ہوئی تو عبداللہ بن سرح کاتبِ وحی نے اس کو لکھنا شروع کیا اور آخر تک پہنچتے پہنچتے پیدائش انسان کی تفصیل پر مطلع ہو کر متعجب ہوا اور اس حالت میں آیت کا آخر ''تبارک اللہ احسن الخالقین'' بے اختیار اسکی زبان پر جاری ہو گیا، اس پر اس کو یہ گھمنڈ ہوا کہ مجھ پر وحی آنے لگی، اور وہ مرتد ہو گیا خزائن العرفان)

ہوئے پہلی رمضان کو ابراہیمی صحیفہ، چھٹی شب میں توارات اور تیرہویں شب میں انجیل نازل ہوئی۔

سرکار کی وفات

رسول اللہ ﷺ نے اپنے پردہ فرمانے سے کچھ عرصہ پیشتر حضرت علی سے فرمایا: اے علی جب میں اس دنیا سے رخصت ہوں تو تم ہی مجھے غسل دنیا اور میرے ستر کا بہت خیال رکھنا اسلئے کہ جس کی نظر میرے ستر پر پڑے گی وہ فوراً اندھا ہو جائیگا اور آخرت میں عذاب الیم میں مبتلا ہوگا۔(عناصر الشہادتین) اور وہ وقت آ گیا کہ آپ اپنے رب اعلیٰ سے جا ملے چنانچہ ازواج مطہرات ولختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھن، پیارے حسنین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روتا بلکتا چھوڑ کر ترسٹھ سال چار دن کی عمر شریف میں دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۷ رجون ۶۳۲ء کو آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

اس عالم میں سرکار دو عالم ﷺ ولادت سے لے کر وصال تک ۲۲،۳۳۰ دن چھ گھنٹے قیام فرما کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں مدفون ہوئے۔گنبد خضرا اسی حجرے پر بنا ہوا ہے۔

گنبد خضریٰ کی تعمیر

اس حجرہ کو سب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچی انیٹ سے تعمیر کرایا تھا۔۸۸ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے رومی معماروں کو بلا کر روضہ اطہر کو نئے سرے سے تعمیر کرایا۔یہ عمارت بوٹے دار پتھروں سے تعمیر کی گئی۔اس کے بعد ایک دوسرا احاطہ بنایا گیا اس وقت سے حجرہ شریف کے اندر جانا بند ہو گیا، کیونکہ اندر جانے کیلئے کوئی دروازہ نہیں رہا۔

رومی معماروں میں سے ایک نے روضہ کے اوپر پیشاب کرنا چاہا۔ ارادہ کرتے ہی زمین بوس ہوگیا، اور مرگیا۔ دیگر کاریگر یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لائے، عمر بن عبدالعزیز کی یہ تعمیر ۹۱ھ میں پایہ تکمیل کو پہونچی۔

۵۵۰ھ میں جمال الدین اصفہانی نے روضہ اقدس کے گرد ایک جالی صندل کی بنوائی۔

۶۷۸ھ میں قلاون صالحی نے تانبے کی جالیوں کے ساتھ قبہ خضریٰ بنوایا جو مسجد کی چھت سے بلند ہے۔ ۸۸۸ھ میں ملک الاشرف قاتیبائی شاہ مصر نے روضہ اقدس کی تعمیر نئے سرے سے کرائی۔ ۹۳۸ھ میں سلطان سلیمان اعظم نے دوسری دیوار کے علاوہ روضہ اطہر کا فرش سنگ مرمر کا لگوایا جو تا حال موجود ہے۔ ۱۲۲۳ھ میں سلطان محمود ثانی عثمانی نے موجودہ گنبد خضریٰ تعمیر کرایا۔ اور اس پر سبز رنگ کرایا اس سے پہلے گنبد کا رنگ سبز نہ تھا۔ پھر سبز رنگ کی وجہ سے آج تک گنبد خضریٰ زبان خاص وعام ہوگیا۔

(استقامت مئی ۱۹۸۹ء)

قرآن کتابی شکل میں

جنگ یمامہ (جو حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں لڑی گئی) بارہ سو مسلمان، شہید ہوئے۔ اس میں زیادہ تر حفاظ کرام تھے جو شہید ہوگئے۔ صحابہ کرام کو فکر لاحق ہوئی کہ قرآن کو کتابی شکل میں لانا بہت ضروری ہے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں حضرت زید بن ثابت سے قرآن کی ایک نقل تیار کرنے کے لیے کہا۔ اور انہوں نے یہ کام انجام دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریک پر حضرت زید نے مدینہ میں جتنی بھی معلومات فراہم ہوسکتی تھیں حاصل کیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ہی میں کتابی شکل دیدی گئی تھی۔ مگر تاریخ

سے یہ شہادت نہیں ملتی کہ وہ نسخہ عام ہوا یا نہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ آرا ہوئے تو ایک جلد آپ نے بھی تیار کرائی اور اسے محفوظ کرلیا، اور وفات کے وقت اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کردی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۶۵۱ھ میں ماہرین کی ایک مخصوص جماعت کو وہ نسخہ مصححہ تیار کرنے کا کام تفویض کیا۔ اس نے موجودہ نسخوں کے متن کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیا۔ جائزہ لینے کے بعد کئی نسخے تیار کرائے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ایک نسخہ سلطنت اسلامیہ کے مختلف مراکز کو روانہ فرمایا۔ خلیفہ سوم سے جن نسخوں کو منسوب کیا جاتا ہے وہ تاشقند اور استنبول میں موجود ہیں۔ پیرس کی لائبریری میں بھی ایسے پارے موجود ہیں ماہرین کی تحقیق کے مطابق آٹھویں اور نویں صدی عیسوی یعنی دوسری اور تیسری صدی ہجری تک پرانے ہیں۔۲

کچھ اہم مختصر واقعات

☆ وہ لوگ جو بعثت نبوی اور نزول قرآن سے قبل آپ پر ایمان لائے، ان کے نام یہ ہیں زید بن عمرو بن نفیل، ورقہ بن نوفل اور قیس بن ساعدہ۔

☆ تحریک اسلام کا اول مرکز دار ارقم ۱ھ تا ۳ھ نبوی تک رہا۔ جو کوہ صفا کے قریب تھا۔ اسلام کی فلاح و بہبود کیلئے رحمت عالم ﷺ اور صحابہ کرام یہاں مشورہ کرتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم یہیں مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ چالیسویں مسلمان ہیں۔ آپ سے قبل تینتیس مرد اور چھ عورتیں دولت ایمان سے مالا مال ہوچکی تھیں۔

☆ سب سے پہلے کعبۃ اللہ شریف میں باآواز بلند کلمہ گردانئے والے صحابی حضرت ابوذر

---

۱ مذکورہ بالا حوالہ کہ بائبل اور قرآن اور سائنس سے اخذ ہے مگر اس میں ۶۵۱ء درج نہیں ہے، ۲ ایضاً

غفاری ہیں۔کلمہ کی آواز سن کر کفار مکہ دوڑ پڑے اور آپ کو بری طرح مارا۔حضرت عباس جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے آپ کو کفاروں کی زد سے بچایا۔۳۲ھ میں مقام زبدہ میں وفات ہوئی۔

☆ابوجہل کی بیوی کا نام عوراء کنیت ام جمیل بنت حرب بن امیہ تھا۔یہ ابوسفیان کی بہن تھی۔ حضور کے راستہ میں کانٹے بچھاتی تھی۔

☆حضورﷺ کی چھ پھوپھیاں تھیں۔

(۱) عاتکہ ان کے ایمان لانے میں اختلاف ہے (۲) ام حکیم جن کا نام بیضاء بھی ہے۔

(۳) برہ (۴) اردی (۵) امیمہ (۶) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

☆حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد ۶۱۵ء میں کعبۃ اللہ میں حضور نے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھی۔حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب نماز چھپ کر نہیں پڑھی جائے گی۔اور تلوار لے کر کعبہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔

☆نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چچازاد بہن آٹھ تھیں۔صبا، ام حکم، جمانہ، ام ہانی، ام حبیبہ، آمنہ، صفیہ، اردی

☆حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ پہلے صحابی ہیں جو حرم کے اندر شہید ہوئے۔

☆حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت یاسر (حضرت عمار کی والدہ) اسلام کی پہلی خاتون ہیں جو بہت ہی مظلومانہ طریقے پر شہید کی گئیں۔

☆قیس بن خبانہ یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جو مرتد ہوا۔

☆حضرت جعفر بن ابوطالب ہجرت ثانی حبشہ کے پہلے مہاجر ہیں۔

☆اسلام کی حمایت میں سب سے پہلے حضرت زبیر بن العوام نے تلوار اٹھائی، جنگ جمل ۳۶ھ میں آپ کی شہادت ہوئی۔

☆اسلام کیلئے سب سے پہلے تیر چلانے والے حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں جو سریہ عبیدہ بن الحارث میں بمقام مرہ میں شنیۃ البحرہ پر تیر چلایا مگر دشمن بچ نکلا ۵۵ھ میں حضرت سعد کی وفات ہوئی۔آپ کی آخری آرام گاہ چین میں ہے۔

☆حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی۔

☆رمضان ۱ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

☆عصما بنت مروان، قبیلہ خطیمہ کو رسول اللہﷺ کے خلاف بھڑکاتی تھی اس کا بھائی عمیر بن عمدی جو آغوش اسلام میں آ چکا تھا اپنی بہن کی حرکتوں سے بیزار تھا۔جوش اسلام میں آ کر رمضان ۲ھ میں بہن کو قتل کر دیا۔حمیت اسلام کے تحت یہ پہلی عورت تھی جو قتل ہوئی۔

☆اور مرد میں سب سے پہلے غیریت اسلام کے تحت ابوعفلہ یہودی کو سلام بن عمیر انصاری نے اس کا قتل کیا۔یہ یہودی، حضور اور صحابہ کے خلاف بدزبانی کرتا اور لوگوں سے کرواتا تھا۔

☆تحریک اسلام کے بعد سب سے پہلے جو مسجد بنی وہ مسجد قبا ہے۔یہ دوران ہجرت مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل ۸ تا ۱۱ ربیع الاول ۱۳ نبوی ۱ھ میں بنی۔

☆سب سے پہلا جمعہ حضور کی امامت میں ۱۲ ربیع الاول ۱ھ کو بنی سالم ابن عوف کی بطن وادی میں پڑھی گئی۔اس جمعہ میں ایک سو صحابہ شریک تھے۔

☆مسجد نبی زریق مدینہ میں پہلا درس قرآن دیا گیا۔

☆حضور نے اپنے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی معیت میں ہجرت کے ساتویں ماہ کے اوائل میں پہلا دستہ بھیجا تو سیف البحر تک گیا۔ یہ دستہ سریہ حمزہ کے نام سے مشہور ہے۔

☆ماہ رجب ۲ھ میں سریہ نخلہ میں واقد بن عبداللہ یمنی کے تیر سے ایک دشمن ہلاک ہوا۔ یہ پہلی سرحدی جھڑپ تھی اس سریہ سے قیدی اور مال غنیمت مدینے میں لائے گئے۔

☆ یکم شوال ۲ھ کو پہلی نماز عید الفطر پڑھی گئی۔

☆فتح مکہ ۸ھ میں کعبہ اللہ میں سب سے پہلی اذان حضرت بلال بن رباح نے دی، طلوع اسلام سے فتح مکہ کے درمیان کعبہ میں اذان نہیں ہوئی تھی۔ حضرت بلال کی وفات ۲۰ھ باب الصغیر دمشق میں ہوئی۔ سات مسلمانوں کے بعد آپ کو آٹھویں مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہے۔

☆۱۵ر رمضان ۳ھ میں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور ۵۱ھ الموافق ۶۷۰ء میں زہر دینے سے آپ کی شہادت ہوگئی۔

☆ سیف البحر میں حضرت ابوالبصیر ابوجندل نے پہلا آزاد اسلامی کیمپ قائم کیا۔

☆ ۸ھ فتح مکہ کے وقت سب سے پہلے ابوسفیان نے اسلام قبول کیا۔

☆ جنگ بدر کے پہلے شہید حضرت مہجع رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

☆ مدینہ میں فتح کا مژدہ سنانے والے پہلے قاصد زید بن الحارث رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆فخر رسالت، سرور کونین ﷺ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہیرہ بن مالک بن نضر بن کنانہ ۔

☆اسلامی ریاست کے پہلے سفیر حارث بن عمرازدمی کو راستے میں موتہ کے شامی حاکم شرجیل بن عمرو غسانی نے قتل کیا۔

☆سرکاری خطوط اور دستاویزوں پر حضور ﷺ نے یکم محرم ۷ھ سے مہر کا آغاز کیا۔

☆حضور نے سب سے پہلے حضرت خالد کو ان کی بہادری پر جمادی الاول ۹ھ میں جنگ موتہ پر سیف اللہ کا خطاب عطا کیا۔

☆اسلامی دور میں حضرت سعد بن عبادہ کو حضور نے پہلا حاکم بنایا۔

☆حضور کیلئے اول شاہی ہدیہ شاہ نجاشی اصحمہ نے روانہ کیا۔

☆ابوسفیان بن حرب مشرکین عرب میں سے پہلے شخص تھے جن کا ہدیہ حضور نے صلح حدیبیہ میں قبول کیا۔

☆غزوۂ بنوقینقاع یا غزوۂ بنوقریظہ میں بیت المال کیلئے پہلا خمس نکالا گیا۔

☆غزوۂ احد میں حارث بن المصّہ حضور کے ہاتھوں زخمی ہوا۔ یہ پہلا شخص ہے جو حضور کے ہاتھوں زخمی ہوا۔ اور زخم کی تاب نہ لاکر احد ہی میں مر گیا۔

حضور ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں۔ (۱) قلعی (۲) النبار (۳) ماثور (۴) ذوالفقار (۵) الرسوب (۶) الحتف (۷) الخزم (۸) المجذم (۹) القضیب۔

☆غزوۂ عسفان یا غزوۂ ذات الرقاع میں پہلی نماز خوف پڑھی گئی۔

☆ہشام بن اصابہ پہلے مسلمان ہیں جو غلطی سے میدان جنگ میں حضرت عبادہ بن صابت کے ہاتھوں مارے گئے۔

☆عبداللہ (بن عبداللہ ابی) پہلا نوجوان ہے جو اپنے منافق باپ کو حضور کے سامنے قتل کرنے کی پیش کش کی۔

☆ رحمت عالم نور مجسم ﷺ کے جھنڈے کا نام "عقاب" کمان کا نام "کتوم" تیرے کا نام "مثوی" "چھری کا نام "مثواق" ٹوپی کا نام "سیوع" اور دو پیالوں کے نام "عیر" اور "ایان" تھے۔

☆ صاحب تحت النما درسول محترم ﷺ کے پاس سواری کیلئے سات گھوڑے تھے۔ (۱)

سکب (۲) لحیف (۳) سجا (۴) ظرب (۵) لزاز (۶) مرتجز (۷) الور۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی ڈھالیں دو تھیں (۱) الزلوق (۲) الفتق۔

☆ سلمہ بن اکوع پہلے تیر انداز ہیں جنھوں نے تن تنہا ڈاکوؤں کی جماعت کو بے بس کر دیا۔

☆ محرم ۹ ھ میں پہلی بار صدقہ کے عاملین کا تقرر ہوا۔

☆ اسلامی فوج نے پہلی مرتبہ غزوۂ طائف میں منجنیق استعمال کیا۔

☆ اسلامی اصول واحکام کا نفاذ تدریجاً ہوا۔

☆ حضور ﷺ کے چھ کمانوں کے نام یہ ہیں (۱) الزوراء (۲) الروحا (۳) الصفرا (۴) البیضا (۵) الکتوم۔

☆ غزوہ تبوک سے کچھ پہلے جزیہ لینے کا حکم نازل ہوا۔

☆ حاکم دومۃ الجندل سے بہ سفر غزوہ تبوک جزیہ کا پہلا معاملہ طے پایا۔

☆ حضور اکرم ﷺ کے زرہوں کے نام یہ تھے ۔(۱) ذات الفضول (۲) ذات الوشاح (۳) السوریہ (۴) ذات الحواشی (۵) فضہ (۶) التبراء (۷) الجزیق۔

☆ حضرت کعب بن زبیر فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حضور کی شان اقدس میں قصیدہ پڑھا۔ یہ پہلے شاعر ہیں جن کو حضور نے اپنی چادر عطیہ کے طور پر دی۔

☆ رجیع اور بیر معونہ کے حادثوں کے بعد ۴ ھ میں حضور نے قنوت نازلہ پڑھی۔

☆ ۵ ھ میں غزوہ بنی مصطلق کی واپسی پر منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگایا۔ اس کی خبر حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سب سے پہلے ام مسطح بن اثاثہ نے دی، تہمت کی خبر سن کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اتنا روئیں کہ تین رات نیند بالکل نہ آئی، آپ کی عصمت وعفت اور پاک دامنی کی پہلی شہادت مردوں میں حضرت زید بن اسامہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عورتوں میں حضرت بریرہ رضی

اللہ عنہا ازواج مطہرات میں حضرت زینب بنت جحش نے دی۔

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پر مسلمانوں میں تین جماعتیں ہوگئیں۔ ایک تہمت میں شریک تھی دوسری گومگو میں، تیسری اس کو کھلا جھوٹ اور بہتان سمجھتی تھی۔ وحی کے بعد پہلی جماعت پر حد قذف جاری کی گئی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول، مسطح بن اثاثہ، حمنہ جحش کو اسی اسی کوڑے لگے۔ دوسری جماعت پر عتاب ہوا۔ تیسری جماعت پر رحمت الٰہی نازل ہوئی۔

☆ مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے صحابی ہیں جو حضور کی طبیعت علیل ہونے پر حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے مقرر کیا۔

☆ سید عالم ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن الجراح کو امین الامت کا لقب دیا۔

☆ غزوہ بنو مصطلق میں پہلی بار دشمن کا جاسوس گرفتار ہوا۔ اسے قتل کر دیا گیا۔

☆ عرب میں ایک بار ۵۶۴ء میں گھوڑ دوڑ ہو رہا تھا۔ کئی قبائل شریک مقابلہ تھے اس میں ایک گھوڑا جس کا نام واجس تھا تمام گھوڑوں پر سبقت حاصل کر کے آگے نکل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص نے واجس کے منہ پر چابک مار دیا۔ گھوڑا ٹھہر گیا۔ اس بات پر تلواریں میان سے باہر ہوگئیں۔ اور جنگ کا آغاز ہو گیا۔ مسلسل انہتر سال تک جنگ ہونے کے بعد ۶۳۳ء میں اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔

::

مندرجہ بالا واقعات حسب ذیل کتب سے ماخوذ ہیں۔

(۱) سرسید میگزین۔ علی گڑھ ۱۹۸۶ء (۲) تفسیر خزائن العرفان

(۳) سرور القلوب

محمد ادریس رضوی

کلیان۔ مہاراشٹر

ماخذ و مراجع

اس کتاب کی تیاری میں جن کتب و رسال سے استفادہ کیا گیا ہے ان کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

۱:۔ تفسیر خزائن العرفان　مفسر قرآن حضرت علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۶۷ھ

۲:۔ تفسیر نور العرفان　مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ

۳:۔ حاشیہ دلائل الخیرات　شیخ الدلائل حضرت محمد بن سلیمان علیہ الرحمہ متوفی ۸۶۲ھ

۴:۔ سرور القلوب　حضرت مولانا محمد نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۹۷ھ م ۱۸۸۰ء

۵:۔ عناصر الشہادتین　محمد ناصر علی غیاث پوری۔

۶:۔ بائبل قرآن اور سائنس　مترجم ثناء الحق صدیقی صاحب

۷:۔ استقامت کانپور　سیدنا محمد عربی نمبر مئی ۱۹۸۵ء

۸:۔ سرسید میگزین علی گڑھ　۱۹۸۶ء

۹:۔ سہ ماہی گلستاں اردو بنگلور　اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء

۱۰:۔ بلٹز ویکلی بمبئی۔ ۲۹/ اگست ۱۹۸۷ء

۱۱:۔ نئی دنیا ویکلی دہلی۔ ۲۹/ دسمبر ۸۷ء تا ۴/ جنوری ۱۹۸۸ء

۱۲:۔ انقلاب بمبئی۔　۱۹/ دسمبر ۱۹۸۸ء